معاشرتی علوم 3

کراچی

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

مُعاشرتی عُلوم

کراچی

تیسری جماعت کے لیے

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو، سندھ

پبلشرز:

اُردو اکیڈمی سندھ کراچی

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ بہ تعاون آغا خان یونیورسٹی، انسٹیٹیوٹ فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، کراچی
منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) اسلام آباد، بطور واحد درسی کتاب برائے مدارس کراچی
قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

نگران اعلیٰ: خالد محمود سومرو
چیئرمین، سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

مصنفین: ڈاکٹر برنا ڈیٹ ایل ڈین
مسز روبینہ امین قریشی
الکریم دتو
پروفیسر قاضی نذیر احمد

مترجم: پروفیسر کوثر اقبال

ادارت و نگرانی: محمد ناظم علی خان ماتلوی
قائم الدین بلال

آرٹ ورک: سید علی عباس جعفری

کمپیوٹر کمپوزنگ اور لے آؤٹ: سید گرافکس

ڈیزائن اینڈ پروسس: نورانی پروسس کراچی

مطبع: سعد پرنٹرز کراچی

فہرست مضامین

باب نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
پہلا باب	نقشے کے بارے میں جاننا	5
دوسرا باب	ہمارا ملک	13
تیسرا باب	کراچی کی کہانی	17
چوتھا باب	زمین کی سطح کی بناوٹ	24
پانچواں باب	موسم اور آب و ہوا	28
چھٹا باب	قدرتی وسائل	31
ساتواں باب	پیشے	38
آٹھواں باب	نقل و حمل اور سڑکوں کا تحفظ	43
نواں باب	عوامی خدمت اور بھلائی کے کام	49
دسواں باب	عظیم خواتین	53
گیارھواں باب	حضرت ابراہیم علیہ السلام	57
بارھواں باب	کراچی کی اہم شخصیت	59

پیش لفظ

سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ ایک ایسا تعلیمی ادارہ ہے جس کا فریضہ درسی کتب کی تیاری واشاعت ہے۔ اس کا اولین مقصد ایسی درسی کتابوں کی تیاری و فراہمی ہے جو نسلِ نو کو شعور و آگہی اور ایسی صلاحیت بخشیں جن کے ذریعے وہ اسلام کے آفاقی نظریات، بھائی چارے، اسلاف کے کارناموں اور اپنے ثقافتی ورثہ ورِدلیات کی پاسداری کرتے ہوئے دورِ جدید کے نت نئے سائنسی، تکنیکی اور معاشرتی تقاضوں کا مقابلہ کر کے کامیاب زندگی گزار سکیں۔

اس اعلیٰ مقصد کی تکمیل کی غرض سے اہلِ علم، ماہرینِ مضامین، مدرسین کرام اور مخلص احباب کی ایک ٹیم ہر سمت سے حاصل ہونے والی تجاویز کی روشنی میں درسی کتب کے معیار، جائزے اور ان کی اصلاح کے لیے ہمارے ساتھ پیہم مصروفِ عمل ہے۔

ہمارے ماہرین اور اشاعتی عملے کے لیے اپنے مطلوبہ مقاصد کا حصول اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کتب سے اساتذہ کرام اور طلبہ و طالبات کماحقہ استفادہ کریں۔ علاوہ ازیں ان کی تجاویز و آراء ان کتب کے معیار کو مزید بہتر بنانے میں ہمارے لیے ممد و معاون ثابت ہوں گی۔

خالد محمود سومرو

چیئرمین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پہلا باب

نقشے کے بارے میں جاننا

نقشہ کیا ہے؟

نقشہ ایک خاص قسم کی ڈرائنگ ہوتی ہے۔ نقشہ صرف چیزوں کی اوپری سطح کو دکھاتا ہے۔ یہ کسی جگہ کی ڈرائنگ ہوتی ہے۔ یہ جگہ ہمیں ایسے نظر آئے گی جیسے ہم اس پر کھڑے ہو کر اوپر سے دیکھ رہے ہوں۔ شکل 1.1 کو دیکھیے یہ ایک کمرۂ جماعت کی تصویر ہے اور شکل 1.2 ایک کمرۂ جماعت کا نقشہ ہے۔ نقشہ تصویر سے کس طرح مختلف ہوتا ہے؟

شکل نمبر 1.1 ایک کمرہ جماعت کی تصویر

شکل نمبر 1.2 ایک کمرہ جماعت کا نقشہ

نقشہ تصویر سے مختلف ہوتا ہے۔ تصویر چیزوں کو اسی طرح دکھاتی ہے جیسی وہ ہوتی ہیں۔ جب کہ نقشہ چیزوں کی صرف اوپری سطح دکھاتا ہے اور یہ بھی دکھاتا ہے کہ چیزیں کہاں ہیں؟

دی گئی خالی جگہ میں نقشے اور تصویر میں دکھائی گئی ڈیسک کی اشکال بنایئے۔

استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو روزانہ صرف ایک تصور (ذیلی عنوان) کے بارے میں سمجھائے اور مزید سمجھانے سے پہلے دیگر مثالوں کے ذریعے اس تصور کو واضح کرے۔
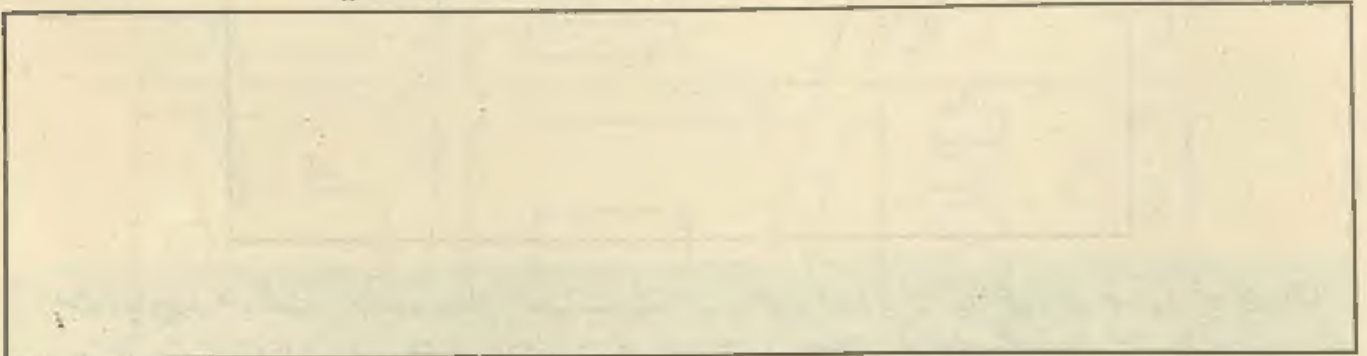
نقشہ محلّ وقوع بتاتا ہے

نقشہ ہمیں بتاتا ہے کہ چیزیں کہاں ہیں۔ سلمیٰ کا آج اسکول میں پہلا دن ہے۔ اس کی استانی نے اسے سمجھانے کے لیے کمرۂ جماعت کا نقشہ بنایا۔ نقشے سے سلمیٰ سمجھ گئی کہ کمرۂ جماعت میں کون سی چیز کہاں تلاش کی جائے۔
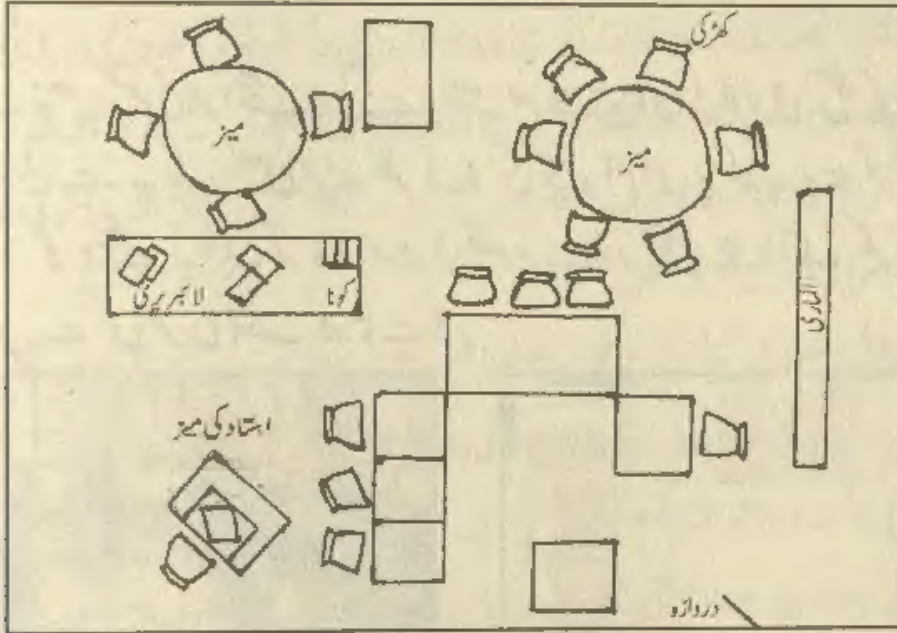
سلمیٰ کے کمرۂ جماعت کا نقشہ

دی گئی خالی جگہ میں اپنے کمرۂ جماعت کا نقشہ بنائیے۔ اپنی ڈیسک کا رنگ سرخ کیجیے اور اس پر اپنا نام لکھیے۔
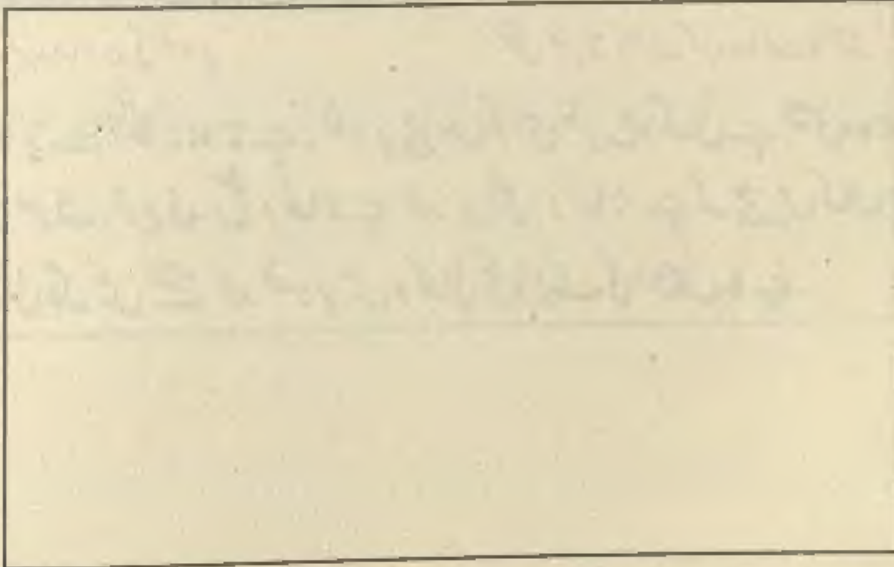
استاد کو چاہیے کہ طلبہ کو نقشے پر چیزوں کے مقام سمجھانے کے لیے ان سے معلوم کرے کہ ان کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے کون بیٹھا ہے۔ طلبہ سے کمرۂ جماعت کا نقشہ بنوانے سے پہلے وہ خود تختہ سیاہ پر نقشہ بنائے اور ایک ایک طالب علم کو بلا کر نقشے پر ان کی ڈیسک اور کمرۂ جماعت کی دوسری چیزوں کی نشاندہی کرنے کو کہے۔

نقشہ جسامت بتاتا ہے

آپ نے جب کمرۂ جماعت کا نقشہ بنایا تو کیا کیا؟ آپ نے ہر چیز کو اپنے کاغذ کی لمبائی چوڑائی یعنی جسامت کے مطابق چھوٹا کر دیا۔ نقشے میں چیزوں کو ان کی اصل جسامت سے چھوٹا کر کے دکھایا جاتا ہے۔ اگر چیزوں کو ان کی اصل جسامت میں دکھایا جائے تو نقشہ بنانا ناممکن ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے نقشے میں کوئی بھی بڑی یا چھوٹی جگہ آسانی کے ساتھ دکھائی جا سکتی ہے۔

نقشے میں علامات استعمال کی جاتی ہیں

شکل 1.3 کو دیکھیے۔ یہ شہر کے ایک علاقے کی تصویر ہے۔ یہ تصویر شہر کے ایک علاقے کے درختوں، گلیوں لور عمارتوں کو دکھا رہی ہے۔ اب شکل 1.4 کو دیکھیے۔ یہ شہر کے ایک علاقے کا نقشہ ہے۔ نقشے میں عمارتوں اور درختوں کی جگہ خاص قسم کے نشانات دکھائے گئے ہیں۔ یہ نشانات علامات کہلاتے ہیں۔ ان علامات کی مدد سے نقشے میں اصل چیزیں دکھائی جاتی ہیں۔

شکل نمبر 1.3 شہر کے ایک علاقے کی تصویر
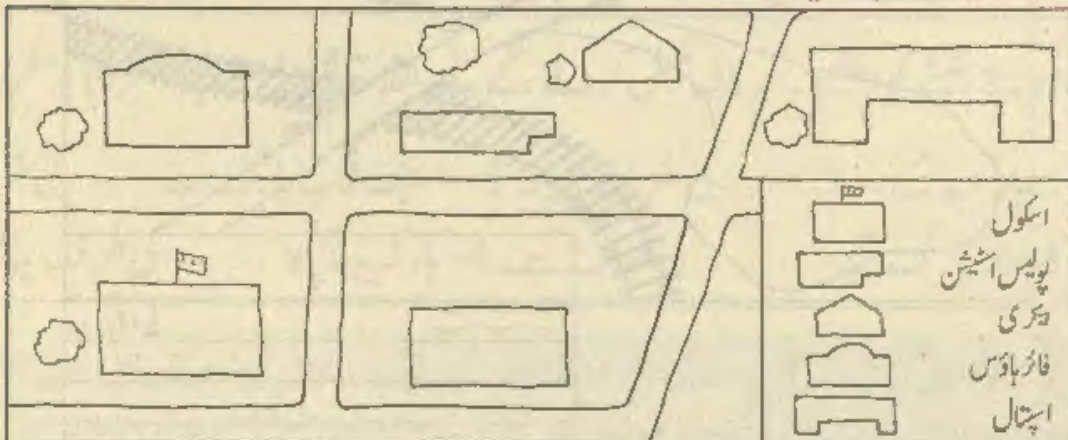
شکل نمبر 1.4 شہر کے ایک علاقے کا نقشہ

نقشے پر قدرتی نظاروں کے لیے درج ذیل علامتیں ہوتی ہیں۔
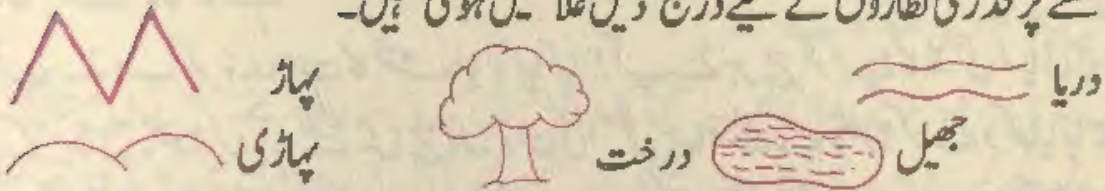
نقشے پر انسان کی بنائی ہوئی چیزوں کے لیے درج ذیل علامتیں ہوتی ہیں:۔
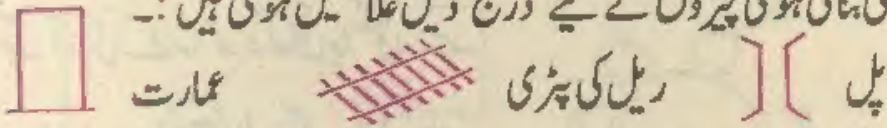
شکل 1.4 کو دیکھیے، نیچے خانے میں عمارتوں کے نام اور ان کے لیے نقشے میں استعمال ہونے والی علامات دی گئی ہیں۔ آپ عمارت کی علامت سے اس کے نام تک ایک خط کھینچیے۔

نقشے میں اشارات استعمال ہوتے ہیں

ہر نقشے کے نیچے ایک فہرست دی جاتی ہے جو اس میں استعمال ہونے والی مختلف علامات کو ظاہر کرتی ہے۔ اس فہرست کو "اشارہ یا کلید" کہا جاتا ہے۔ اس کی مدد سے نقشے میں استعمال ہونے والی علامات کو پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔ اس فہرست میں دیے گئے اشارات کو اچھی طرح سمجھ لینا ضروری ہے۔ یہ اشارات نقشے میں استعمال کی گئی علامات کے بارے میں ہیں جن کی مدد سے نقشہ سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

دیے ہوئے نقشے کے اشاروں یا کلید کی مدد سے مختلف چیزیں دکھانے کے لیے علامات استعمال کیجیے۔ آپ کی آسانی کے لیے ایک اشارہ استعمال کیا گیا ہے۔

کلید نقشہ

دریا	〰
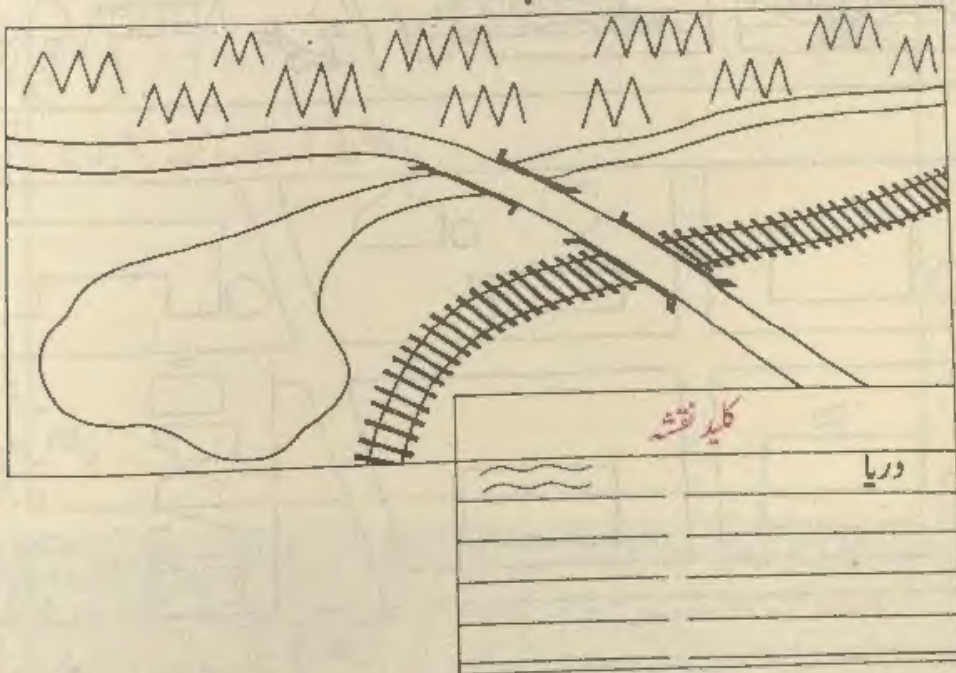
سمت نما

نقشہ سمتیں بتاتا ہے

نقشہ پڑھنے میں آسانی کے لیے نقشہ نویس (نقشہ بنانے والے) سمتیں بھی بتاتے ہیں۔ نقشے کے ایک کونے میں ایک مخصوص نشان ہوتا ہے۔ اس نشان کو " سمت نما " کہتے ہیں۔ یہ شمال، جنوب، مشرق اور مغرب کی سمتوں کو ظاہر کرتا ہے۔
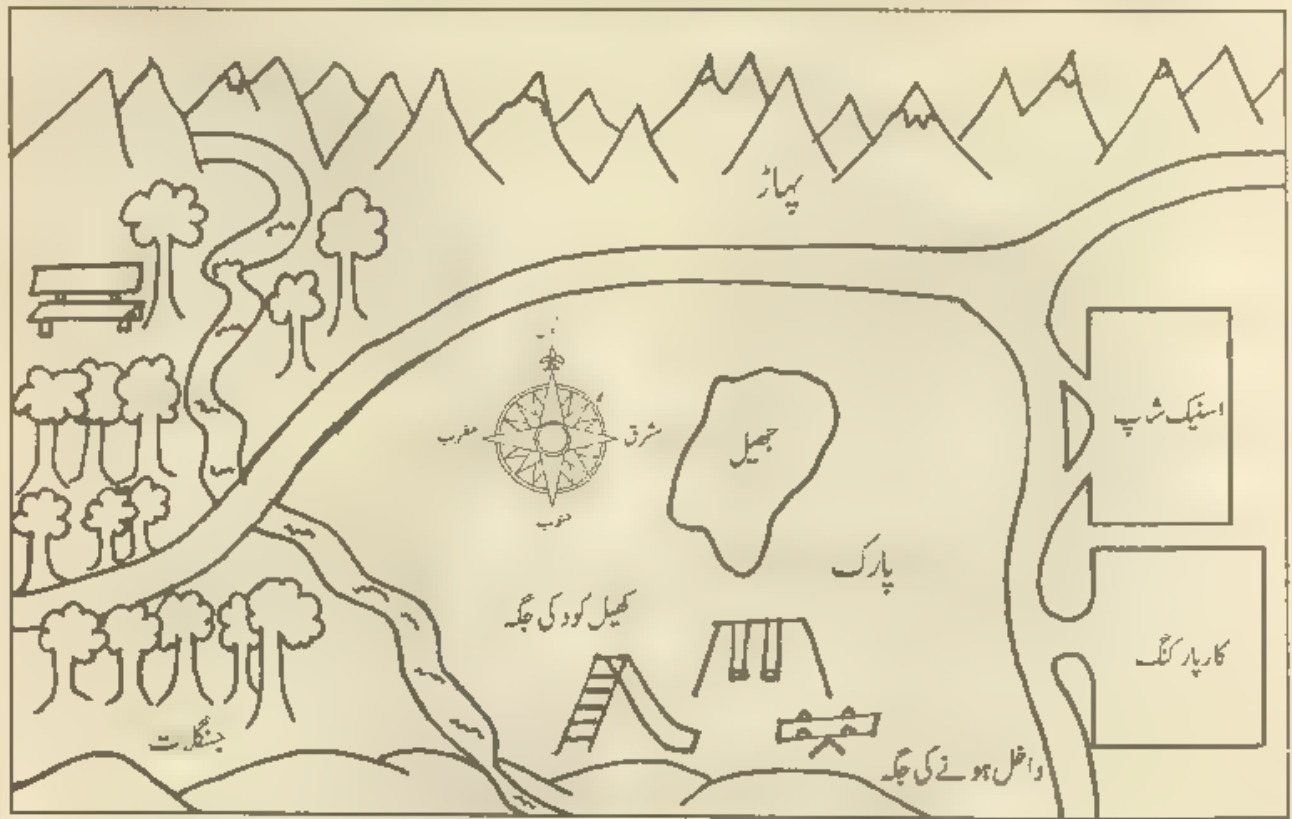
اوپر دیے ہوئے نقشے کو دیکھیے۔ ہر جملہ مکمل کرنے کے لیے لفظ " شمال، جنوب، مشرق یا مغرب " لکھیے۔

1- جنگلات پارک کے کی طرف ہیں۔

2- کھیل کا علاقہ پارک کے کی طرف ہے۔

3- اسنیک شاپ پارک کے کی طرف ہے۔

4- پارک کے کی طرف پہاڑ ہیں۔

" سمت نما " کو استعمال کرتے ہوئے کمرۂ جماعت کی اہم سمتوں کو شناخت کیجیے۔ ایک بڑے کاغذ پر چار اہم سمتیں شمال، جنوب، مشرق اور مغرب لکھیے اور اس کو کمرہ جماعت کی دیوار پر آویزاں کیجیے۔ طلبہ کو ہدایت کیجیے کہ وہ کھڑے ہو کر اپنا چہرہ مشرق، مغرب وغیرہ کی جانب گھمائیں۔ بیٹھے ہوئے مختلف طلبہ سے معلوم کیجیے کہ ان کے شمال، جنوب، مشرق یا مغرب میں کون بیٹھا ہے۔

نقشہ فاصلہ بتاتا ہے

جب ہم نقشہ دیکھتے ہیں تو ہمیں اس میں کچھ چیزیں قریب اور کچھ دور نظر آتی ہیں۔ نیچے دی گئی شکل نمبر 1.5 میں نقشے کو دیکھیے کہ کون سی چیزیں جھولے کے نزدیک ہیں؟ کون سی چیزیں ہوٹل کے قریب ہیں؟
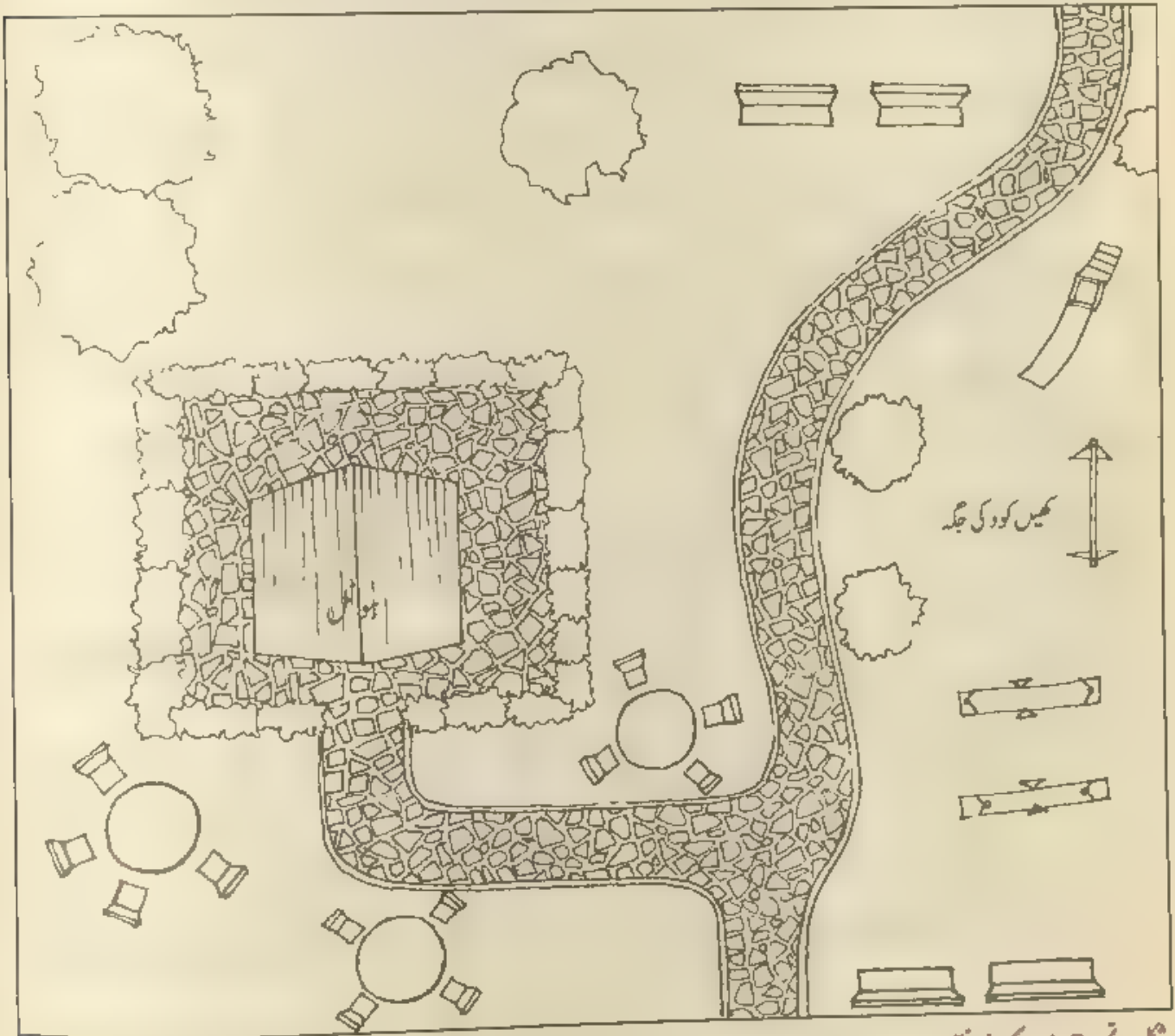
شکل نمبر 1.5 پارک کا نقشہ

نقشہ حدود بتاتا ہے

نقشے میں دو مقامات کو جدا کرنے والے خط یعنی لکیر کو "حد" کہتے ہیں۔ ہم اپنے گھروں کی حدبندی کے لیے دیواریں استعمال کرتے ہیں۔ حدبندیاں بہت سی قسم کی ہو سکتی ہیں۔

اس تصویر میں گھروں کی حدبندیاں دکھائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ حدبندیاں اور کس طرح کی ہو سکتی ہیں ؟
نقشے میں حد موٹی لکیر یا نقطے دار خط کے ذریعے دکھائی جاتی ہے۔
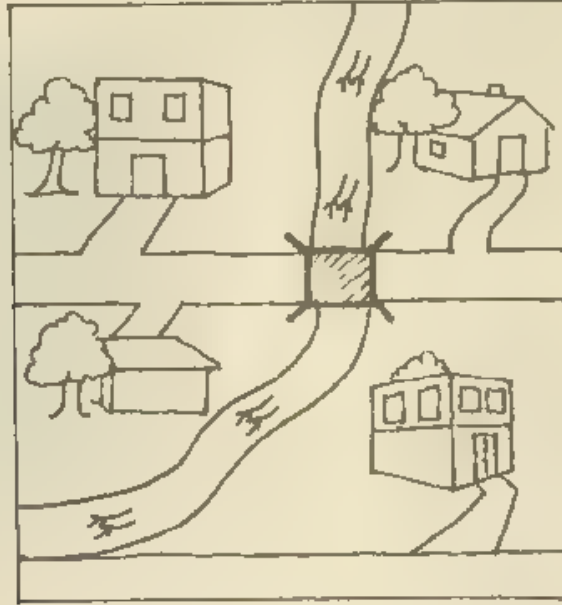
شکل نمبر 1.6 تصویر میں حدبندیاں
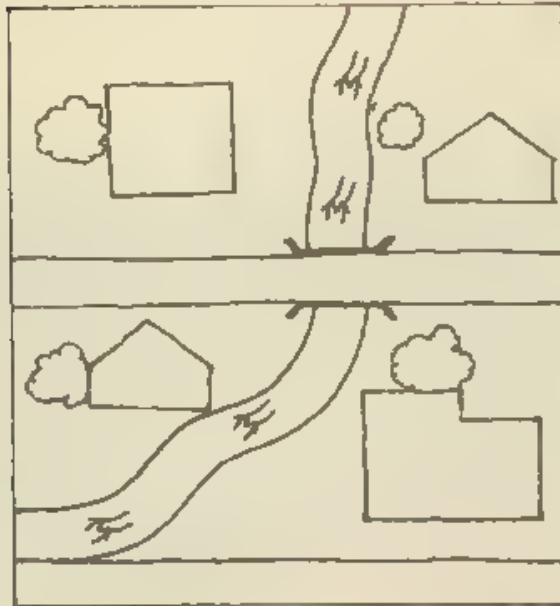
شکل نمبر 1.7 نقشے میں حدبندیاں

نقشے کی اہمیت

ابھی ہم نے نقشے کے بارے میں پڑھا ہے۔ نقشہ کیوں اہم ہوتا ہے ؟ نقشہ اس لیے اہم ہوتا ہے کہ نقشہ مقامات کو معلوم کرنے، مقامات تک پہنچنے اور مقامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے۔

مشق

کراچی کے نقشے پر نقشہ بنانے کی مہارتوں کا استعمال

1- کراچی کے نقشے پر علامات دیکھیے۔ نقشے کے لیے پانچ علامات بنا کر لکھیے کہ وہ کیا ظاہر کرتی ہیں۔

2- قائداعظمؒ کے مزار کے نزدیک کے تین اور دور کے تین مقامات کے نام لکھیے۔

3- بتائیے یہ مقامات کس سمت میں ہیں؟

(الف) بحیرہ عرب (ب) نیو کراچی (ج) شاہ فیصل کالونی (د) پی اے ایف اسپتال

4- اپنے گھر کے اطراف کا نقشہ بنائیے۔ اس میں اپنے گھر کے نزدیک کے تین اہم مقامات اور گھر سے دور کے تین اہم مقامات کے نام لکھیے۔ گھروں کے درمیان حدبندیاں موٹی لکیروں کے ذریعے دکھائیے۔

ہمارا ملک

بڑی مدت کی جدوجہد کے بعد ہمارا ملک پاکستان 14 اگست 1947 کو وجود میں آیا۔ اس کے بانی قائد اعظم محمد علی جناحؒ ہیں۔

قائد اعظم کی جوانی کی تصویر

پاکستان کی زمین

پاکستان کے شمال میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں۔ ان پہاڑوں سے دریائے سندھ شروع ہو کر پاکستان کے درمیان سے بہتا ہوا سندھ کے جنوب میں بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ دریائے سندھ کا پانی پاکستان کے بڑے رقبے پر اچھی فصلیں کاشت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ پاکستان کے مشرق اور مغرب میں ریگستان ہیں اور جنوب میں بحیرۂ عرب ہے۔

پاکستان کے لوگ اور زمین

پاکستان کے لوگ

آپ کی طرح بہت سے بچے اسکولوں میں پڑھتے ہیں۔ نوجوان کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ کچھ بچے غربت کی وجہ سے تعلیم سے محروم ہیں۔ وہ اسکول نہیں جاسکتے کیونکہ انھیں

روزی کے لیے کام کرنا پڑتا ہے۔ بہت سے نوجوان ہمارے والدین کی طرح مختلف قسم کے کام کرتے ہیں۔ کچھ کسان ہیں، کچھ کارخانوں میں کام کرتے ہیں اور کچھ لوگ اسکولوں، اسپتالوں اور بینکوں میں ملازم ہیں۔ اور کچھ لوگ گھروں میں بچوں کی دیکھ بھال، کھانا پکانے اور صفائی کرنے کا کام کرتے ہیں۔

چاہے ہم بچے ہوں یا جوان، پڑھ رہے ہوں یا کام کر رہے ہوں، ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ علم حاصل کریں اور محنت کر کے اپنے ملک کو خوشحال بنائیں۔

نیچے دیے ہوئے نقشے کو دیکھیے۔ یہ پاکستان کا نقشہ ہے۔ جیسا کہ نقشے سے ظاہر ہے، پاکستان ایک بڑا ملک ہے۔ یہ چار صوبوں اور شمالی علاقوں پر مشتمل ہے۔ اس کے چار صوبے یہ ہیں : سندھ، پنجاب، بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ۔ جسے صوبہ "سرحد" بھی کہتے ہیں۔

نیچے صوبہ سندھ کے نقشے کو دیکھیے اور بتائیے، صوبہ سندھ کو کتنے ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے؟ آپ کس ضلع میں رہتے ہیں؟ ہم کراچی ضلع میں رہتے ہیں۔ آئیے ہم اس کے بارے میں پڑھیں۔

صوبوں کے انتظام کو آسان بنانے کے لیے ہر صوبے کو ضلعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مشق
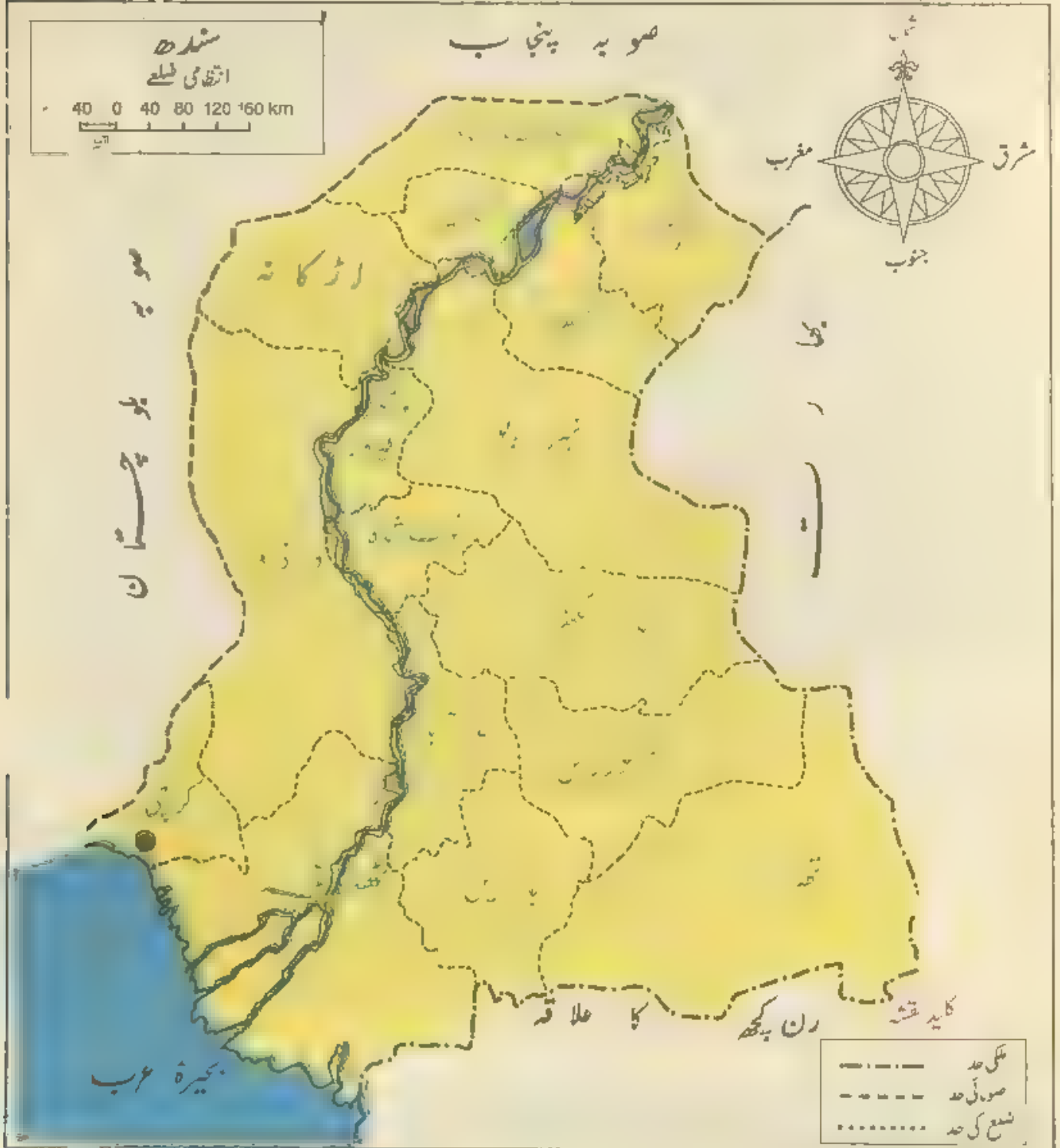
(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- پاکستان کب وجود میں آیا؟

2- پاکستان کے بانی کون ہیں ؟

3- ہمیں اپنے ملک کی ترقی کے لیے کیا کرنا چاہیے ؟

(ب) عملی کام

1- پاکستان کے نقشے پر صوبہ سندھ میں رنگ بھریے ۔

2- صوبہ سندھ کے نقشے پر کراچی ضلع میں رنگ بھریے۔

(ج) اضافی سرگرمیاں

1- قائداعظمؒ کی زندگی اور ان کی خدمات کے بارے میں پڑھیے ۔

2- کلاس میں اپنے وطن اور اس کے لوگوں کی تصویریں لائیے۔ اپنے ساتھیوں سے بحث کیجیے کہ انھوں نے اپنے وطن اور اس کے لوگوں کے بارے میں ان تصویروں سے کیا سیکھا ہے ؟

3- ایک چارٹ بنائیے ، اسے اپنے کمرۂ جماعت اور اسکول میں آویزاں کیجیے ۔

تیسرا باب

فساد نہ پھیلاؤ

کراچی کی کہانی

کراچی آج نہ صرف سندھ کا سب سے بڑا شہر ہے بلکہ یہ پاکستان کا بھی سب سے بڑا شہر ہے۔ آج اس کی آبادی تقریباً ایک کروڑ (10 ملین) ہے۔ کراچی ہمیشہ سے اتنا بڑا اور مصروف شہر نہیں تھا جتنا کہ آج ہے۔ تقریباً تین سو سال قبل یہ شہر صرف مچھیروں کی ایک چھوٹی سی بستی تھا۔

صدیوں پہلے کراچی کیا تھا؟ اس کے متعلق ہمیں کراچی کے ایک مشہور تاجر ناؤمل ہوت چند کی تحریر سے پتا چلتا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ کراچی کے مغرب میں جہاں حب دریا بحیرۂ عرب میں گرتا ہے، وہاں
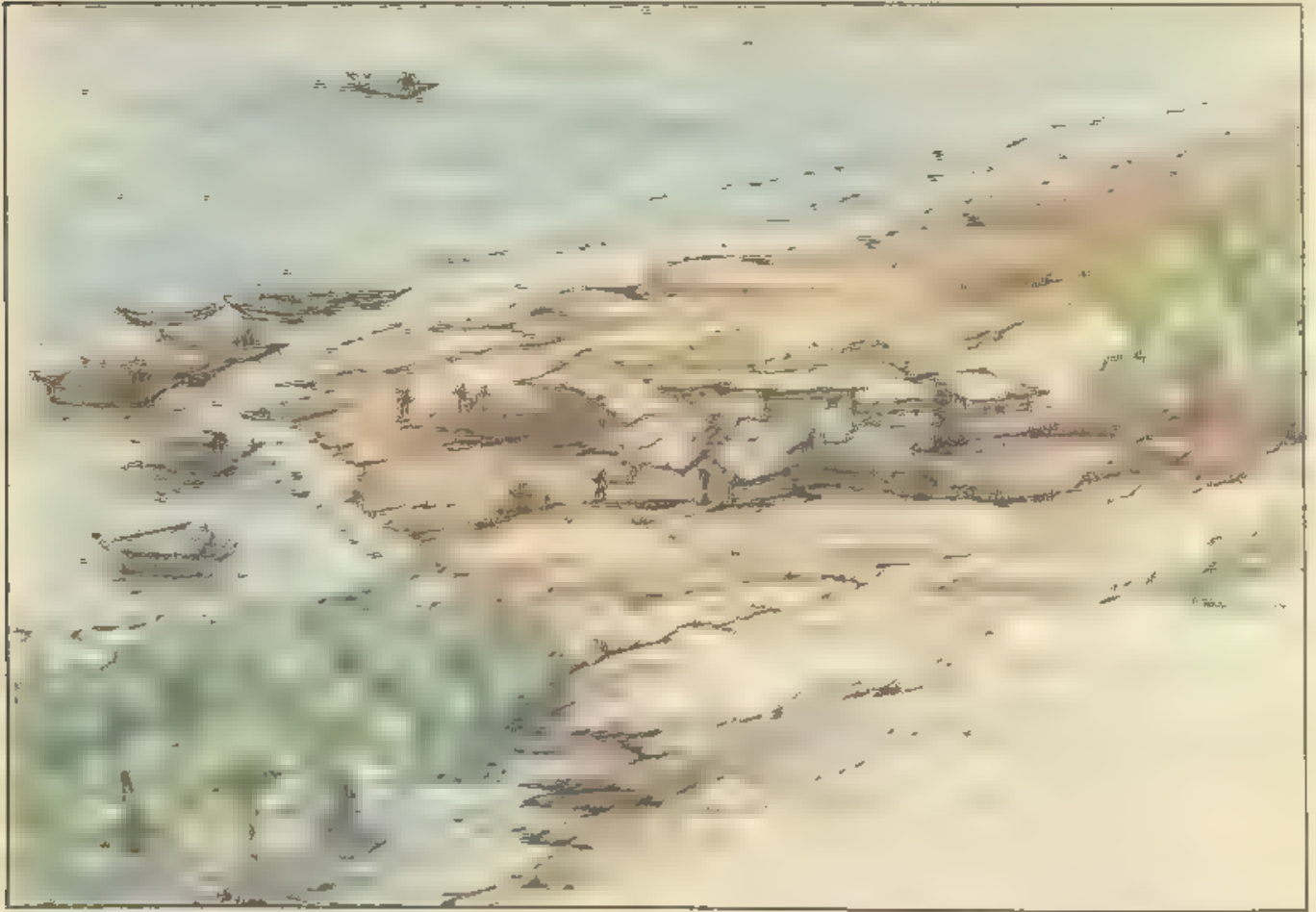
سبق کراچی کی کہانی طلبہ کو ایسے پڑھائیں جیسے کہانی پڑھتے ہیں۔ دوسری دفعہ پڑھتے ہوئے اسے سمجھائیں۔ ان حصوں پر طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں۔ جو انھیں یاد ہوں۔

ایک چھوٹی سی بندرگاہ تھی، جسے کھڑک بندر کہتے تھے۔ وہاں ایک چھوٹا سا قبیلہ رہتا تھا۔ وہ لوگ اس بندرگاہ کو بیرونی ممالک سے تجارت کے لیے استعمال کرتے تھے۔ بہت عرصے تک حب دریا سمندر کے کنارے پر پانی کے ساتھ ریت جمع کرتا رہا۔ جس کی وجہ سے یہ بندرگاہ جہازوں کے قابل نہ رہی۔ کھڑک بندر پر آباد اس چھوٹے سے قبیلے کو مجبوراً دوسری جگہ تلاش کرنی پڑی جو بندرگاہ کے لیے مناسب ہو۔ انھیں جو دوسری جگہ ملی وہ ایک معمولی سا مچھیروں کا گاؤں تھا۔ یہ گاؤں جیرۂ عرب اور لیاری ندی کے درمیان تھا۔ یہ گاؤں مین گرو نام کی جھاڑیوں، اور املی کے درختوں سے گھرا ہوا تھا۔ یہاں تقریباً پچیس جھونپڑیاں تھیں۔ یہ سب گاؤں کے مچھیروں کی تھیں۔ یہاں ایک کنواں تھا جس سے لوگ میٹھا پانی حاصل کرتے تھے۔ اس گاؤں کو ”کولاچی جو گوٹھ“ کہتے تھے۔

کھڑک بندر کے لوگوں کو یہ گاؤں پسند آیا اور وہ 1729ء میں کولاچی جو گوٹھ آگئے۔ انھوں نے یہاں کاروبار شروع کیا۔ بہت جلد مچھیروں کا یہ گاؤں تجارتی بندرگاہ بن گیا۔ گاؤں کی حفاظت کے لیے لوگوں نے ایک اونچی چار دیواری تعمیر کی۔ چار دیواری کے ہر طرف دروازے رکھے گئے۔ سمندر کی طرف کھلنے والے دروازے کو کھارادر اور لیاری ندی کی طرف کھلنے والے دروازے کو میٹھادر کہتے تھے۔ کھارادر اور میٹھادر کراچی کے دو اہم علاقے ہیں۔ ان علاقوں کے نام انھی دروازوں پر رکھے گئے ہیں۔

بہت سالوں بعد جب سندھ پر کلہوڑوں کی حکومت قائم ہوئی تو پھر کلہوڑوں نے کولاچی جو گوٹھ کو خان قلات کو دے دیا۔ کیوں کہ انھوں نے تالپوروں کے خلاف لڑائی میں کلہوڑوں کی مدد کی تھی۔

کلہوڑوں اور تالپوروں کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار تالپوروں کو سندھ کی حکومت مل گئی۔ تالپوروں کی نظر میں کولاچی جو گوٹھ کی کافی اہمیت تھی۔ اس لیے انھوں نے اسے حاصل کرنے کے لیے محاصرے کا منصوبہ بنایا۔ ان کی فوجیں لیاری ندی پر ڈھائی ماہ تک خیمہ ڈالے رہیں۔ انھوں نے لوگوں کو لیاری ندی سے پانی نہ لینے دیا۔ لوگوں نے گاؤں میں ہی ایک کنویں سے پانی حاصل کرنے کا انتظام کر لیا۔ خان قلات کے سپاہی گاؤں چھوڑ کر چلے گئے۔ یہاں پر بسنے والے ہندو تاجروں نے جہاں تک ممکن ہوا گاؤں کی حفاظت جاری رکھی۔ جب تک وہ سمندر استعمال کرنے کے قابل رہے، تجارت کو اسی طرح جاری رکھا۔ دو سال کے طویل محاصرے کے بعد تالپوروں نے 1783ء میں اس پر قبضہ کر لیا۔ انھوں نے منوڑا پر ایک قلعہ تعمیر کرایا اور اس پر توپیں لگوائیں۔ اس طرح باہر سے کسی کے لیے حملہ کرنا آسان نہ رہا۔
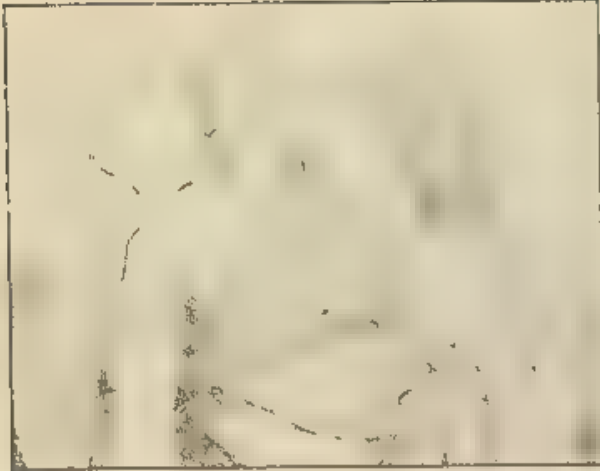
[illegible]۔ امیر میر محمد خان آف حیدرآباد اپنے بیٹوں کے ساتھ

برطانوی تجارتی مرکز

تالپوروں کے زمانے میں سندھ میں انگریز ایک تاجر کی حیثیت سے آئے۔ تالپوروں نے انگریزوں کو کراچی اور ٹھٹھے میں تجارتی مراکز قائم کرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن جلد ہی تالپور حکمرانوں نے انھیں یہ تجارتی مرکز بند کرنے اور سندھ چھوڑنے کا حکم دیا۔

انگریزوں نے سندھ سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کے لیے سندھ میں اپنے خاص آدمی بھیجے۔ کیوں کہ وہ دریائے سندھ کا کھوج لگانا چاہتے تھے۔ وہ کراچی سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ اس کی وجہ کراچی کا سمندر سے قریب ہونا تھا وہ تجارتی سہولتوں کا اندازہ بھی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن تالپوروں نے انھیں سندھ میں آزادانہ گھومنے پھرنے کی اجازت نہ دی۔

1839ء میں انگریزوں نے کراچی پر زبردستی قبضہ کرلیا۔ 1843ء میں حیدر آباد کے قریب میانی کی جنگ جیتنے کے بعد انگریز سندھ کے حاکم بن گئے۔ پھر انھوں نے سندھ کو بمبئی (ممبئی) میں شامل کر دیا اور کراچی کو ضلعی ہیڈ کوارٹر بنادیا گیا۔
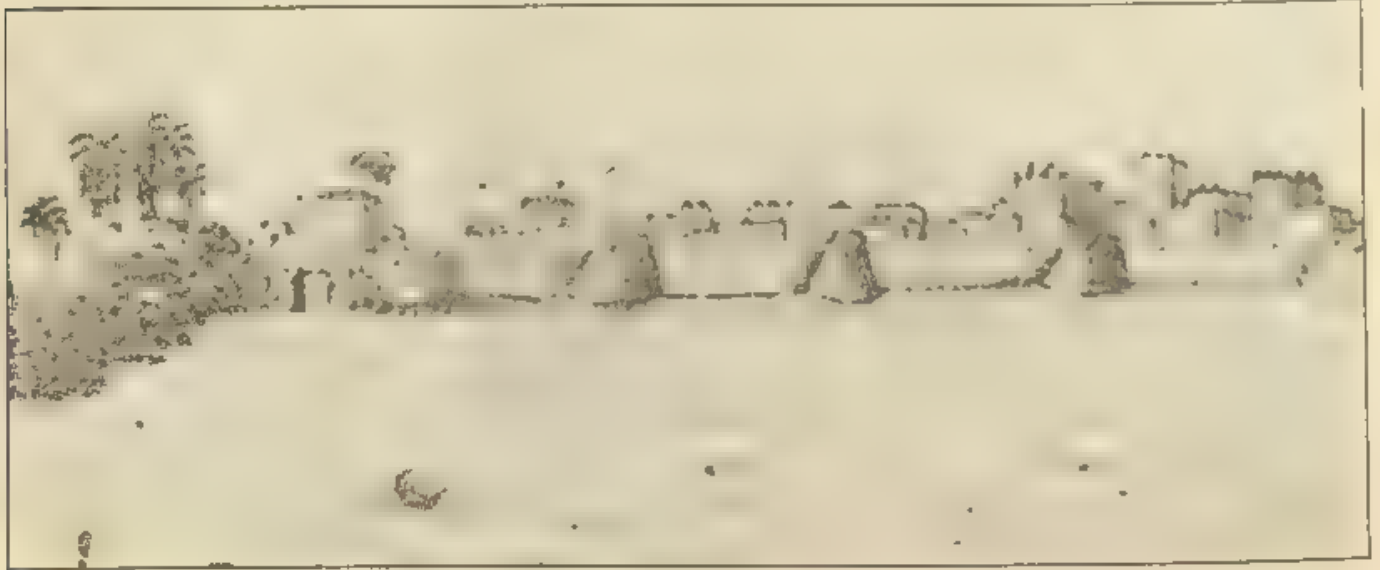
سمندر سے پرانے شہر کراچی کا منظر۔ چارلس میسن 1830ء

صدر روڈ (ایم اے جناح روڈ) کراچی کا منظر

کراچی جب حکومت برطانیہ کا حصہ ہو گیا تو آج کل جو صدر اور کنٹونمنٹ کے علاقے ہیں ان میں برطانوی فوج رہنے کے لیے آ گئی۔ سول لائنز میں ضلعی انتظامیہ کا دفتر اور رہائش گاہیں تعمیر ہوئیں اور دیگر ترقیاتی کام کیے گئے۔ کراچی کو مقامی اور برطانوی علاقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ کھارا در اور میٹھا در مقامی لوگوں کے علاقے قرار پائے۔ صدر، کنٹونمنٹ اور سول لائنز برطانوی لوگوں کے علاقے قرار پائے۔

کراچی کی مقامی آبادی کا منظر

انگریزوں نے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے چرچ، اسکول اور مارکیٹیں تعمیر کیں۔ 1839ء سے 1947 تک شہریوں کو سہولت دینے اور شہر کو بہتر بنانے کی غرض سے بہت سی نئی عمارات تعمیر کی گئیں۔ مثلاً سٹی کورٹ، فریئر ہال، کراچی چڑیا گھر، ایمپریس مارکیٹ وغیرہ اور آمد و رفت کی سہولت کے لیے ٹرام چلائی گئی۔ 1924ء میں پہلا برطانوی ہندوستانی ایئرپورٹ کراچی میں تعمیر کیا گیا۔
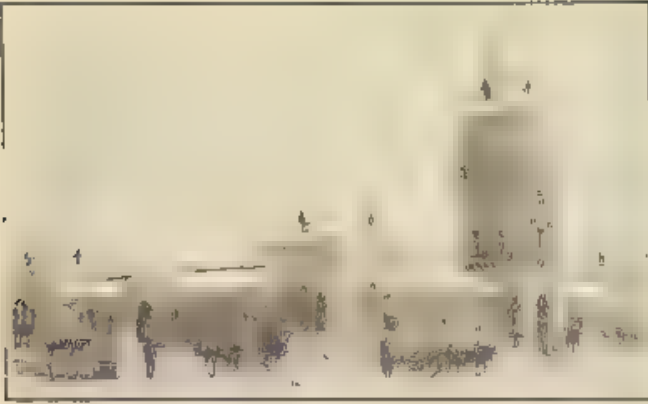
ایمپریس مارکیٹ

ٹرام پٹہ گھوڑا گاڑی

کراچی ائیرپورٹ 1924
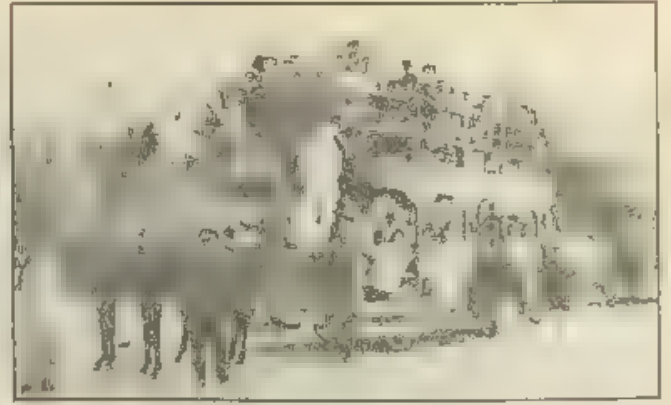
1936 سندھ بمبئی سے علیحدہ ہوکر ایک الگ صوبہ بنا اور کراچی اس کا دارالحکومت بنا۔اس سے کراچی کی اہمیت بڑھ گئی اور دُور دُور سے لوگ آنے لگے اور آبادی میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔

کراچی کے شہریوں نے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کی حمایت کی ۔ 1857ء کی جنگ آزادی میں کراچی کے شہریوں نے برطانوی حکومت کے خلاف حصہ لیا۔انگریز فوج نے کراچی کے مقامی شہریوں کا قتل عام کیا۔جنگ آزادی ختم ہونے کے بعد بھی لوگوں نے آزادی کی جدوجہد جاری رکھی ۔ 1943ء میں سندھ کی دستور ساز اسمبلی نے قیام پاکستان کے لیے ایک قرارداد منظور کی۔

14 ۔اگست 1947 کو پاکستان بنا تو کراچی کو پاکستان کا دارالحکومت بنایا گیا۔ اس کی وجہ سے مختلف مقامات سے ملازمت پیشہ لوگ بھی یہاں رہنے آ گئے۔ ہندوستان سے آئے ہوئے مہاجرین زیادہ تر یہاں آکر آباد ہوئے۔ اس لیے تقسیم ہند کے بعد چند ہی سالوں میں کراچی کی آبادی بہت بڑھ گئی۔ 1960ء میں پاکستان کا دارالحکومت کراچی سے اسلام آباد منتقل ہو گیا۔ لیکن کراچی اب بھی صوبہ سندھ کا دارالحکومت ہے۔

قیام پاکستان کے بعد سے تجارت، صنعت اور ماہی گیری کی ترقی نے کراچی کو پاکستان کا صنعتی اور تجارتی مرکز بنا دیا۔ پاکستان کے تمام حصوں سے لوگ اس مصروف اور روزگار والے شہر میں رہنے کے لیے اور روزگار کی تلاش میں آتے رہتے ہیں۔ اسی لیے کراچی کو "چھوٹا پاکستان" بھی کہا جاتا ہے۔

کراچی

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- مچھیروں کی بستی کراچی، کے ماضی کے بارے میں بتائیے۔

2- آج کے کراچی کے بارے میں بتائیے۔

3- کراچی کیسے تبدیل ہوا؟

(ب) عملی کام

1- 4 سے 6 طلبہ کے چھوٹے چھوٹے گروپ بنائیے جو کراچی کے مختلف دور میں رہنے والے لوگوں کے تاریخی حالات کو کلاس کے سامنے ڈرامے کی شکل میں پیش کریں۔

2- کراچی کی نئی اور پرانی تصاویر حاصل کیجیے مثلاً: ٹرانسپورٹ، لباس، عمارات، بازار وغیرہ۔ ایک چارٹ بنائیے جس میں دکھائیے کہ وقت کے ساتھ یہ چیزیں کیسے تبدیل ہوئیں۔

(ج) اضافی سرگرمی

ایسے شخص کو بلائیے جو کراچی کا پرانا باشندہ ہو۔ اس سے بات چیت کر کے معلوم کیجیے کہ کراچی وقت کے ساتھ کس طرح تبدیل ہوا ہے۔

عملی کام کی غرض سے کلاس کو 4 سے 6 طلبہ کے مختلف گروپوں میں تقسیم کیجیے۔ پھر ہر گروپ کو کراچی کے مختلف ادوار میں سے ایک ایک دور کی تاریخ ڈرامے کی شکل میں پیش کرنے کے لیے کہیے

کسی کا دل نہ دکھاؤ

چوتھا باب

زمین کی سطح کی بناوٹ

زمین کی سطح خشکی اور پانی سے بنی ہوئی ہے۔ خشکی کی سطح ہر جگہ ایک جیسی نہیں ہے۔ بعض جگہوں پر زمین کا خشک حصہ بلند اور ڈھلوان ہے۔ کہیں یہ نیچا اور ہموار ہے۔ زمین کی سطح پر بڑی مقدار میں پانی ہے۔ بعض جگہوں پر تو زمین کی سطح کا بڑا علاقہ پانی سے ڈھکا ہوا ہے۔ چونکہ خشکی اور پانی کے لحاظ سے زمین کی بناوٹ مختلف ہے، اس لیے اس بناوٹ کو مختلف نام دیے گئے ہیں۔ نیچے دی گئی تصویر کو دیکھیے۔ اس میں زمین کی مختلف بناوٹیں دکھائی گئی ہیں۔ ان کے لیے ہم خاص نام استعمال کرتے ہیں۔

چند بری اور آبی بناوٹیں

پہاڑ اور پہاڑیاں۔ پہاڑ بہت بلند ہوتے ہیں جب کہ پہاڑیاں کم بلند ہوتی ہیں۔
وادی ۔ پہاڑوں کے درمیان والی زمین کو وادی کہتے ہیں۔
سطح مرتفع۔ یہ ایک بلند اور ڈھلوان زمین ہوتی ہے۔ اس کی اوپر کی سطح ہموار ہوتی ہے۔
اسے "ٹیبل لینڈ،، بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ اس کی اوپر کی سطح میز کی طرح ہموار ہوتی ہے۔
میدان۔ یہ سطح زمین کا وہ حصہ ہے جو نیچا اور ہموار ہوتا ہے۔
بحر اور بحیرہ۔ سطح زمین کے بہت بڑے حصے پر پھیلے ہوئے پانی کو بحر کہتے ہیں۔ جب کہ چھوٹے حصے پر مشتمل پانی کے حصے کو بحیرہ کہتے ہیں۔
دریا۔ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر قدرتی برف جمی ہوتی ہے۔ موسم گرما میں یہ برف پگھلتی ہے۔ ان سے پگھلنے والی برف کا پانی جس راستے سے بہتا ہوا سمندر میں جا گرتا ہے۔ اسے دریا کہتے ہیں۔
ندی ۔ چھوٹے اور کم چوڑے دریا ندی کہلاتے ہیں۔
جھیل۔ پانی کا ایک بڑا قدرتی علاقہ جو چاروں طرف سے خشکی سے گھرا ہوا ہو، جھیل کہلاتا ہے۔
ساحل۔ وہ علاقہ جو سمندر کے قریب ہوتا ہے، ساحل کہلاتا ہے۔
اس کے علاوہ بری اور آبی بناوٹوں کی اور بھی قسمیں ہیں جن کے بارے میں ہم بعد میں پڑھیں گے۔

کراچی کی بری اور آبی بناوٹیں

کراچی کے نقشے کو دیکھیے۔ نقشے پر نیلا رنگ کیا ظاہر کرتا ہے؟ جی ہاں، نیلا رنگ پانی کو ظاہر کرتا ہے۔ جنوب میں پانی کا بڑا علاقہ بحیرۂ عرب ہے۔
موٹی نیلی لکیر، دریا اور ندیاں بتاتی ہے۔ بڑی، موٹی اور نیلی لکیر جو کراچی کے مغرب میں نظر آرہی ہے۔ یہ حب ندی ہے۔ اس ندی پر جو بند تعمیر ہوا ہے اسے حب ڈیم کہتے ہیں۔ یہ ڈیم پانی جمع کرنے کے لیے بنایا گیا ہے تاکہ آبپاشی ہوسکے۔ آبپاشی کی سہولت ہونے کی وجہ سے حب کے اردگرد اچھی فصلیں کاشت ہوتی ہیں۔ حب ڈیم بننے کے بعد یہاں پر بہت سی صنعتیں بھی لگی ہیں۔
نقشے پر آپ جو لیاری ندی اور ملیر ندی دیکھ رہے ہیں یہ زیادہ تر خشک رہتی ہیں۔ یہ صرف بارش کے

کراچی کی بری اور آبی بناوٹوں کا نقشہ

زمانے میں بہتی ہیں۔ تمام ندیاں اور دریا شمال سے جنوب کو بہتے ہیں۔ کیونکہ زمین کا ڈھلان شمال سے جنوب کی طرف ہے۔

وہ علاقہ جو سمندر کے قریب ہوتا ہے، اسے ساحل کہتے ہیں۔ نقشے میں بھورا رنگ ساحلی علاقہ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس علاقے کی مٹی نرم اور ریتیلی ہے۔ نقشے میں سبز رنگ میدانی علاقہ بتاتا ہے۔ اس علاقے کی مٹی سخت اور ہموار ہے۔ نقشہ پر ⌒⌒ نشان پہاڑیوں کو ظاہر کرتا ہے۔ ان پہاڑیوں کا سلسلہ کراچی کے شمال اور مغرب میں پھیلا ہوا ہے۔ مشرق کی پہاڑیاں کراچی کو ٹھٹھے سے الگ کرتی ہیں۔ یہ سب پہاڑیاں زیادہ بلند نہیں ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- کراچی کے بڑے مغربی حصے میں کون سا دریا ہے؟

2- خانوں میں لفظ ملا کر جوڑے بنائیے۔

نام	تعریف
پہاڑ	پہاڑوں کے درمیان کا علاقہ
جھیل	وہ علاقہ جو نیچا اور دور تک ہموار ہوتا ہے
میدان	بہت بلند
بحر	خشکی سے گھرا ہوا پانی کا علاقہ
وادی	سمندر کے قریب کا علاقہ
ساحل	زمین کی سطح پر پانی کا بڑا رقبہ

(ب) عملی کام

1- کراچی کا نقشہ بنا کر اس کی بری اور آبی بناوٹوں میں رنگ بھریے۔

2- آپ خود کو خشکی یا پانی کا ایک علاقہ تصور کیجیے۔

(الف) اب اپنے آپ کو بیان کیجیے۔ (ب) بتائیے، آپ کیوں اہم ہیں۔

(ج) لوگ آپ کو کیسے صحیح یا غلط استعمال کرتے ہیں۔

(د) بتائیے مستقبل کے لیے آپ کس طرح محفوظ رکھے جا سکتے ہیں۔

(ہ) اسے کلاس کے سامنے رول پلے کی طرح پیش کیجیے۔

(ج) اضافی سرگرمی

اسکول اسمبلی کے دوران یہ رول پلے طلبہ کے سامنے پیش کریں۔

عملی سرگرمی کے لیے پوچھیے جو طلبہ اسی موضوع پر گروپ بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں۔ آیا انھوں نے اس موضوع پر آپس میں بحث کی ہے اور انھوں نے کھیل کے کردار کی شکل میں اپنا کردار ادا کیا ہے؟۔

کمزور کو معاف کرنا بڑائی ہے

پانچواں باب

موسم اور آب و ہوا

آپ آج صبح جب اٹھے تو موسم کس قسم کا تھا اور اب کیسا ہے؟

ہو سکتا ہے کہ صبح کو بادل ہوں اور اب تیز دھوپ ہو۔ دن کے آخر میں ہوا کے جھکڑ چل رہے ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ موسم زیادہ دیر تک ایک جیسا نہیں رہتا۔ یہ مسلسل تبدیل ہو تا رہتا ہے۔ بادل، تیز دھوپ اور ایسے الفاظ ہیں جو موسم کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

یہ معلوم کرنے کے لیے کہ کسی جگہ پر تیز دھوپ، بادل یا جھکڑ کافی دنوں تک کیسے رہتے ہیں، ہم موسم کی حالت ریکارڈ کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہی ہم کسی جگہ کی آب و ہوا بتا سکتے ہیں۔

ہم کراچی میں رہتے ہیں ۔ ہر روز موسم کس قسم کا ہو تا ہے؟ کیا یہ گرم ہو تا ہے؟ اگر ہم موسم کے ریکارڈ کو دیکھیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ کراچی میں سال کا زیادہ تر حصہ گرم رہتا ہے۔ جب کہ نومبر، دسمبر، جنوری اور فروری ٹھنڈے ہوتے ہیں۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ کراچی کی آب و ہوا گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سرد ہوتی ہے۔

گرمی اور سردی دو موسم ہیں۔ ان کے علاوہ دو اور موسم ہوتے ہیں۔ موسم بہار اور موسم خزاں۔ اس طرح سال میں چار موسم ہوتے ہیں۔ گرمی، سردی، بہار اور خزاں۔
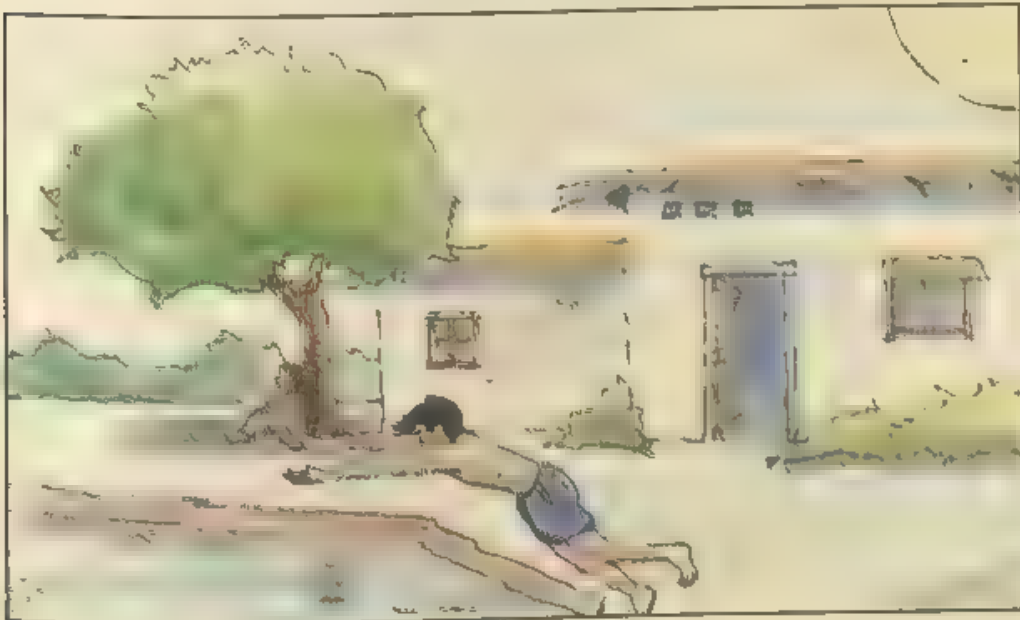
گرمی کا موسم سال کا گرم ترین موسم ہو تا ہے

خزاں کا موسم گرمی کے بعد آتا ہے۔ خزاں میں ٹھنڈک ہونا شروع ہو جاتی ہے اور درختوں میں بھی پت جھڑ شروع ہو جاتی ہے۔

سردی کا موسم سال کا سرد ترین زمانہ ہوتا ہے۔ بعض جگہوں پر یہ بہت ٹھنڈا ہوتا ہے۔ ان جگہوں پر سردیوں میں برف پڑتی ہے۔
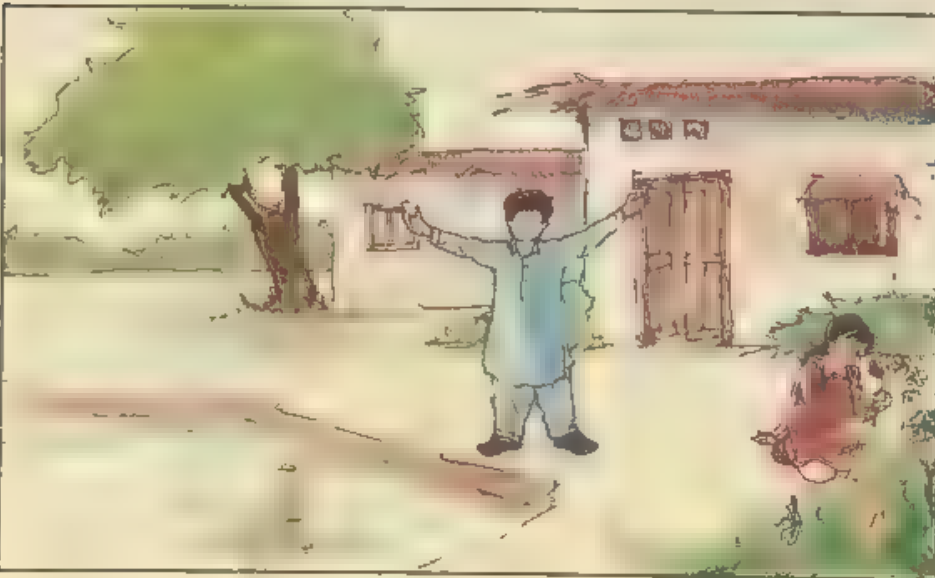
سردیوں کے بعد موسم بہار آتا ہے۔ بہار شروع ہوتے ہی درختوں پر نئی پتیاں اور پھول آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے :۔

1- کراچی کی آب و ہوا کیسی ہے ؟

2- سال میں کتنے موسم ہوتے ہیں ؟ ان کے نام لکھیے۔

3- نیچے دیے ہوئے خانوں کو بھریے۔

	گرمی	سردی
کپڑے جو ہم پہنتے ہیں		
غذا جو ہم کھاتے ہیں		
کھیل جو ہم کھیلتے ہیں		

(ب) عملی کام

1- اپنے گھر کے کیلنڈر پر روزانہ کے موسم کو ریکارڈ کیجیے ۔ اگر آپ کے پاس کیلنڈر نہیں ہے تو نیچے دکھائے گئے کیلنڈر کے مطابق خود اپنا کیلنڈر بنایئے ۔

تیز دھوپ

دھوپ اور بادل
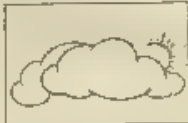
بادل

برسات
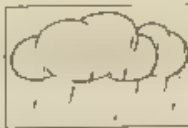
اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ

چھٹا باب

قدرتی وسائل

زمین پر 6 بلین (چھ ارب) سے زیادہ لوگ رہتے ہیں۔ زمین ہمیں سانس لینے کے لیے ہوا، کھانے کے لیے غذا اور پینے کے لیے پانی دیتی ہے۔ یہ ہمیں گھر بنانے کے لیے جگہ اور سامان بھی فراہم کرتی ہے۔ ہم درختوں اور دوسرے پودوں کو فرنیچر اور کاغذ بنانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہم مشینوں کو چلانے، کھانا پکانے اور ایندھن کے لیے تیل اور گیس کی کھدائی کرتے ہیں۔ جو چیزیں ہمیں زمین فراہم کرتی ہے ان کو ہم قدرتی وسائل کہتے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص زندہ رہنے کے لیے زمین پر انحصار کرتا ہے۔ کیوں کہ یہ ہمیں ضرورت اور تفریح کی بہت سی چیزیں مہیا کرتی ہے۔
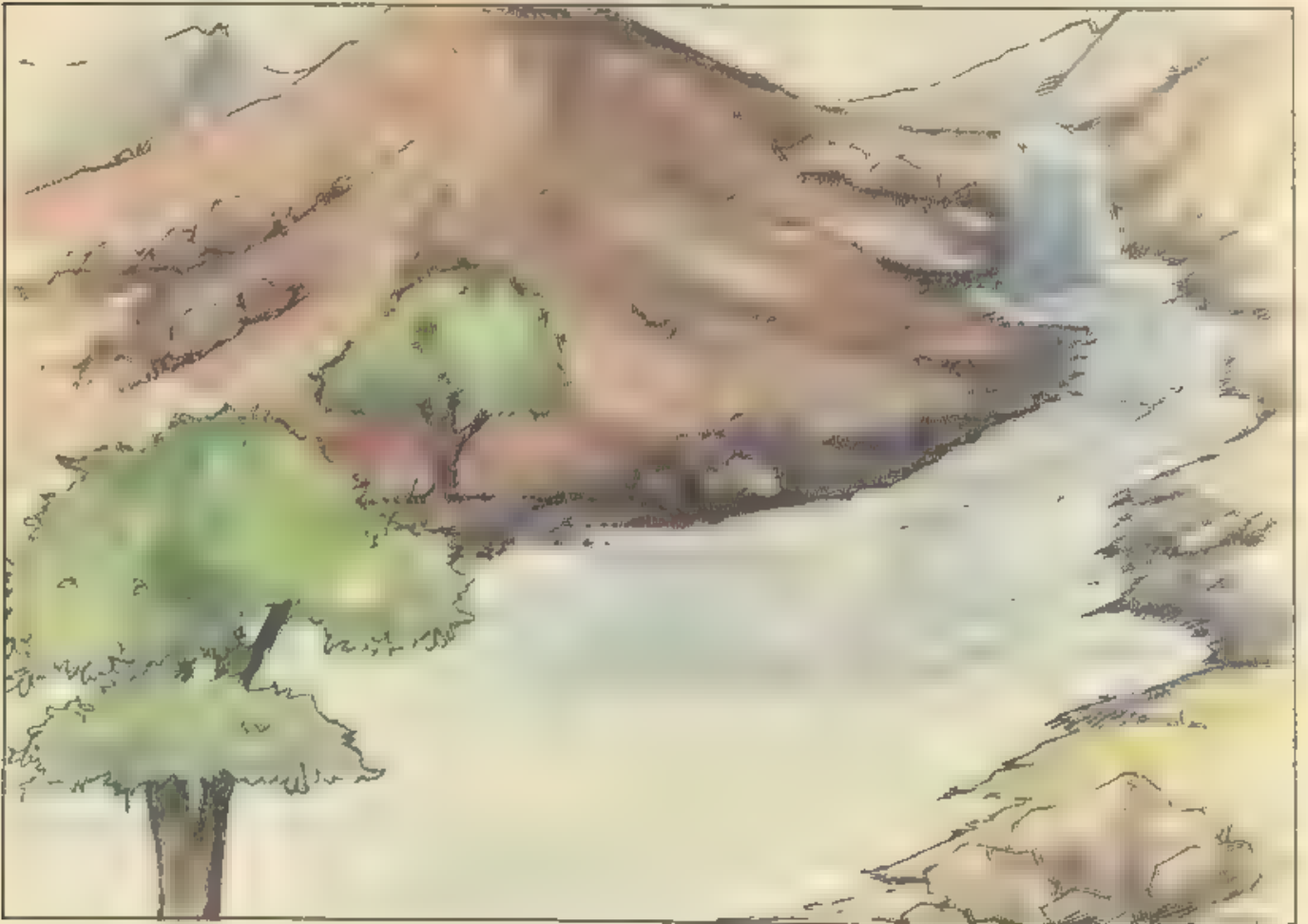
مختلف قدرتی وسائل

ہم آئندہ صفحات میں زمین کے کچھ قدرتی وسائل کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

پانی

کیا آپ جانتے ہیں کہ قدرت نے زمین کا تقریباً تین چوتھائی حصہ پانی پر مشتمل کیا ہے؟ بحر ہند اور بحیرۂ عرب کی طرح زمین پر چھوٹے اور بڑے کئی سمندر ہیں۔ بہت سی جھیلیں، دریا اور ندیاں ہیں۔ اس سے بھی زیادہ پانی زمین کی سطح کے نیچے ہے۔ پانی ہوا میں بھی موجود ہے۔ پانی کے لاکھوں ننھے ننھے قطروں سے بادل بنتے ہیں۔

زمین پر ہر جاندار شے اس قدرتی وسیلے، پانی پر انحصار کرتی ہے۔ ہمیں پینے، کھانا پکانے، کپڑے اور برتن دھونے اور گاڑیوں کے انجن کو ٹھنڈا کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جانوروں کو پینے کے لیے اور پودوں کو اپنی نشوونما کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہمیں خوراک کے لیے اچھی فصلیں کاشت کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ پانی زرعی میدانوں میں آب پاشی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ کاشت کاری کے لیے پانی بارش سے بھی مل سکتا ہے۔ لیکن جہاں بارشیں کم ہوتی ہیں وہاں دریاؤں سے نہریں نکال کر اور زمین میں ٹیوب ویل وغیرہ لگا کر آب پاشی کی جاتی ہے۔

کارخانوں کے لیے بھی پانی بہت ضروری ہے۔ کارخانوں میں آلات کو دھونے اور مشینوں کو ٹھنڈا کرنے لیے پانی استعمال کیا جاتا ہے۔ روٹی سے لے کر بیف برگر تک تمام خوراک جو کارخانوں میں تیار ہوتی ہے، اس میں پانی شامل ہے۔ کاغذ کے اس ورق کے بننے کے عمل میں بھی تقریباً ایک لیٹر پانی استعمال ہوا ہے۔

کراچی میں بہت سے لوگ پانی کی کمی سے پریشان رہتے ہیں۔ ان میں سے کچھ لوگوں کو تو کئی کئی دن بھی پانی میسر نہیں ہوتا۔ کچھ لوگوں کو اپنے استعمال کا پانی حاصل کرنے کے لیے کئی کئی کلو میٹر دُور جانا پڑتا ہے۔ دنیا کے کچھ حصوں میں پانی کی اتنی قلت ہے کہ اکثر لوگ پانی کو پھینکنے سے پہلے ایک سے زیادہ مرتبہ استعمال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ کھانا پکانے سے پہلے سبزیاں دھونے کے لیے جس پانی کو

طلبہ سے کہیں کہ وہ پانی محفوظ کرنے کے دیگر طریقوں کے بارے میں غور کریں

استعمال کرتے ہیں اس پانی کو وہ پودوں میں ڈال دیتے ہیں۔ ہمیں اس قدرتی وسیلہ کو استعمال کرتے وقت بہت احتیاط کرنا چاہیے۔ ہم پانی کو اس طرح بھی محفوظ کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے نل غیر ضروری طور پر کھلے نہ چھوڑیں۔ گلاس میں ضرورت کے مطابق پانی لیں، غسل کے دوران پانی ضائع نہ کریں کیوں کہ اخبار کا ایک کاغذ دوبارہ بنانے کے عمل کے دوران تقریباً پانچ سو لیٹر پانی استعمال ہوتا ہے۔ جہاں ممکن ہو وہاں پانی کو دوبارہ استعمال کریں۔

جنگلات

جس زمین پر بلند درخت اس طرح سے بہت قریب قریب اگے ہوں کہ وہ تقریباً تمام زمین کو ڈھانپے ہوئے ہوں، اسے جنگل کہتے ہیں۔ نیچے دی گئی تصاویر مختلف قسم کے جنگلات کی ہیں :-

ساحلی جنگلات

معتدل جنگلات
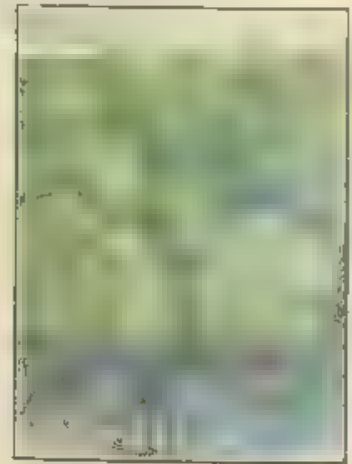
بارانی جنگلات

جنگلات بھی ایک اہم قدرتی وسیلہ ہیں۔ آپ کیوں سمجھتے ہیں کہ جنگلات ہمارے لیے اہم ہیں؟ نیچے کچھ وجوہات بیان کی گئی ہیں کہ جنگل کیوں اہم ہیں؟ ان کا اپنی معلومات سے موازنہ کیجیے۔

1- جنگلات ہمیں پھل، گوند، شہد، پھلیاں، جڑی بوٹیاں اور دوائیں گھریلو استعمال اور فروخت کے لیے فراہم کرتے ہیں۔

2- درختوں کی لکڑی بہت سی چیزیں بنانے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرنیچر، گھروں کی چھتیں اور ماہی گیروں کے لیے کشتیاں وغیرہ۔

3- جنگلات جنگلی جانوروں کو رہائش گاہ فراہم کرتے ہیں۔ زیادہ تر جنگلی جانور، پرندے اور کیڑے مکوڑے جنگلات میں پناہ لیتے ہیں اور غذا حاصل کرتے ہیں۔

جنگلات کے فائدوں پر بحث کرنے سے پہلے بچوں سے پوچھیں کہ جنگلات ہمارے لیے کیوں اہم ہیں

4- درختوں کی جڑیں مٹی کو پکڑے رکھتی ہیں۔ ان کی شاخیں اور پتے بارش کے پانی کی طاقت کو زمین پر پہنچنے سے پہلے کم کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ اس طرح درخت بارش کے دوران مٹی کو بہہ جانے سے محفوظ رکھتے ہیں۔

5- دنیا کے کچھ حصوں میں پاکستان کی طرح درخت کی لکڑی گھریلو ایندھن کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ خاص طور پر ان شہروں اور گاؤں میں جہاں گیس اور تیل آسانی سے دستیاب نہیں۔

جنگلات سے حاصل ہونے والی چیزیں

کراچی میں جنگلات

کراچی کا تھوڑا سا ساحلی علاقہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ یہ جنگلات مین گرود جنگلات کہلاتے ہیں۔ مین گرود جنگلات کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ دریائے سندھ سے آنے والی ریت کو کراچی کی قدرتی بندرگاہ کو بھرنے سے روکتے ہیں۔ یہ بہت سے پودوں اور پرندوں کے لیے مسکن بھی فراہم کرتے ہیں۔ جھینگوں اور مچھلیوں کی افزائش کے لیے بھی یہ ایک اچھی جگہ ہے۔
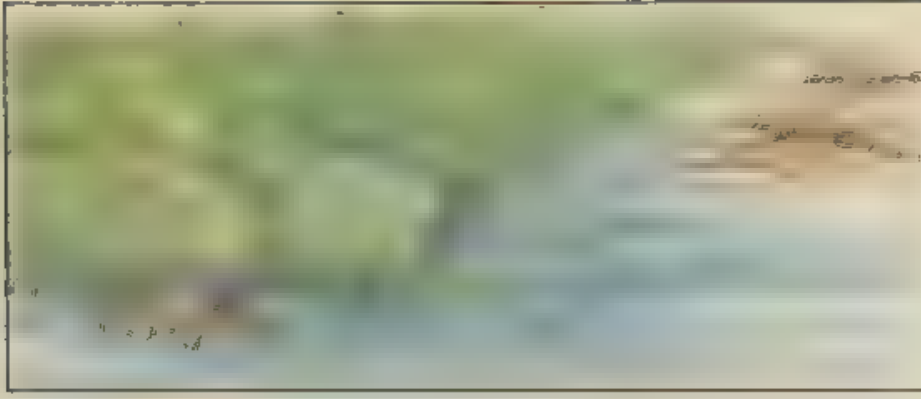
کراچی کے مین گرووجنگلات

معدنیات

معدنیات بھی ایک اہم قدرتی وسیلہ ہیں جو زمین کے اندر ملتی ہیں۔ معدنیات میں دھات مثلاً : سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور ٹن شامل ہیں۔ اس میں غیر دھاتی معدنیات جیسے معدنی تیل، قدرتی گیس، کوئلہ، سنگ مرمر اور چٹانی نمک شامل ہیں۔

سنگ مرمر　　کوئلہ

پیٹرول　　قدرتی گیس

ہم تیل اور گیس زمین کے اندر کی گہری تہوں سے حاصل کرتے ہیں۔ ہم زمین کی سطح کے نیچے ہزاروں میٹر گہری تہوں تک کھدائی کے ذریعے پہنچتے ہیں۔

اسکول اور گھر میں مختلف وسائل احتیاط سے استعمال کرنے پر طلبہ کی ہمت افزائی کریں۔ کلاس سے نکلتے ہوئے لائٹ بند کرنے اور قریب کے مقام پر پہنچنے کے لیے کار کے بجائے پیدل جانے کی ترغیب دیں۔
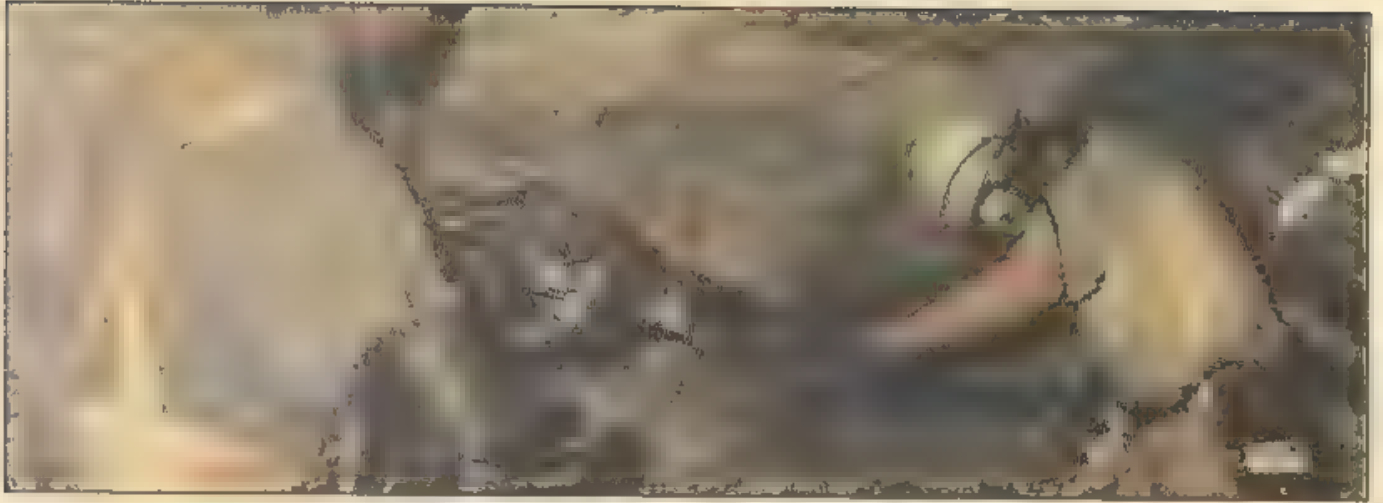
کوئلے کی کھدائی

کراچی میں پائی جانے والی معدنیات

کراچی میں صرف چند معدنی وسائل پائے جاتے ہیں۔ جیسے کہ چونے کا پتھر، ریت، شیشہ ریت یا سیلکا۔ ہم یہ چیزیں منگھو پیر کی پہاڑیوں سے گوٹھ تاج محمد تک اور پیپری کے قریب دیگر مقامات سے کھود کر نکالتے ہیں۔ آپ کے خیال میں معدنی وسائل ہمارے لیے کیوں اہم ہیں؟ کھانا پکانے کے لیے چولھوں میں گیس استعمال ہوتی ہے۔ ہماری کاروں میں تیل استعمال ہوتا ہے تاکہ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کر سکیں۔ سونا، چاندی، تانبا اور مختلف قسم کے پتھر زیورات بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ گھروں اور عمارتوں کی تعمیر اور سجاوٹ کے لیے ماربل استعمال ہوتا ہے۔ وہ علاقے جہاں قدرتی گیس دستیاب نہیں وہاں کھانا پکانے کے لیے کوئلہ استعمال کیا جاتا ہے۔

ہم نے دیکھا کہ روزمرہ زندگی میں معدنیات کتنی اہمیت رکھتی ہیں۔ ان کے بغیر ہماری زندگی بہت مشکل ہو جائے گی۔ اس لیے ہم ان وسائل کو بہت احتیاط سے استعمال کریں۔ انھیں ضائع نہ کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے:۔

1- قدرتی وسائل کیا ہوتے ہیں؟

2- زمین کی کل کتنی سطح پانی پر مشتمل ہے؟

3- پانی کے استعمال کی فہرست بنائیے۔

4- جنگل کسے کہتے ہیں؟ جنگلات کے فائدوں کی فہرست تیار کیجیے۔
5- جنگلات سے حاصل ہونے والی تین پیداواری اشیاء کے نام تحریر کیجیے جو آپ روزانہ استعمال کرتے ہیں۔
6- کراچی میں ملنے والی معدنیات کے نام تحریر کیجیے۔وہ کیسے استعمال کی جاتی ہیں؟
7- تصور کیجیے ہماری زندگی درج ذیل چیزوں کے بغیر کیسی ہوگی۔ مختصر طور پر تحریر کیجیے۔
(الف) گیس (ب) ریت اور پتھر (ج) تیل
8- ایسی پانچ باتیں لکھیے جن سے ہم اپنے قدرتی وسائل کو بچا سکیں۔

(ب) عملی کام

1- جنگل کی پیداواری اشیاء میں سے کوئی ایک پیداوار کلاس میں لائیے، جو آپ گھر میں استعمال کرتے ہیں۔اس کو اپنے کلاس کے ساتھیوں کو دکھائیے اور بتائیے کہ وہ آپ کے لیے کتنی فائدہ مند ہیں۔
2- کم از کم پانچ کام لکھیے جو آپ معدنی وسائل بچانے کے لیے کر سکتے ہیں۔ایک ہفتے کے لیے اپنے ہر وقت کا ریکارڈ رکھیے کہ آپ نے معدنی وسائل بچانے کے لیے کیا کچھ کیا۔ ہفتے کے آخر میں اپنا ریکارڈ جماعت کے دیگر طلبہ سے ملائیے۔
3- اخبار کے لیے ایک اشتہار بنائیے جس میں آپ لوگوں کو پانی محفوظ کرنے کے پانچ طریقوں کے بارے میں بتائیے۔اس اشتہار کو اپنی جماعت اور اسکول میں آویزاں کیجیے۔ اس کی نقل اخبارات کو بھیجیے۔ انہیں درخواست کیجیے کہ وہ یہ اشتہار ایک پیغام کے طور پر شائع کریں۔

(ج) اضافی سرگرمیاں

1- مین گروو جنگلات کا دورہ کیجیے جو کراچی کے ساحل کے ساتھ واقع ہیں۔
2- کسی ایسے شخص کو جماعت میں دعوت دیجیے جو عمارت تعمیر کرنے سے تعلق رکھتا ہو، تاکہ وہ عمارت کی تعمیر میں استعمال ہونے والی معدنیات کے متعلق بتائے۔
3- 22 اپریل کو "زمین کا دن" منائیے۔

طلبہ کو ''زمین کا دن'' منانے کی تیاری میں مدد دیجیے۔ اساتذہ اس سلسلے میں ٹیچرز ریسورس سینٹر (TRC) 'آغا خان یونیورسٹی کے ''تعلیمی ترقی کے شعبے'' اور بین الاقوامی قدرتی تحفظات (IUCN) کے ادارے سے مدد لے سکتے ہیں۔

بری صحبت سے بچو

ساتواں باب

پیشے

آپ بڑے ہو کر کیا بننا چاہتے ہیں؟ آپ میں سے کچھ استاد، ڈاکٹر، کسان اور کچھ تعمیراتی کام کارکن یا تاجر بننا پسند کریں گے۔ ہم میں سے ہر ایک بڑے ہو کر زندگی گزارنے کے لیے کسی نہ کسی پیشے کا انتخاب کرتا ہے۔ پیسہ کمانے کے علاوہ ہم اکثر پیشوں کا انتخاب اس لیے بھی کرتے ہیں کہ ہمارے کام سے دوسروں کی مدد ہو سکے اور جس ملک میں ہم رہتے ہیں وہ ترقی کر سکے۔

ڈاکٹر

تعمیراتی کارکن

استاد

ہم خود اپنی تمام ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ اس لیے دوسرے پیشے کے لوگ ہمارے لیے مختلف کام کرتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پیشہ بہتر زندگی گزارنے میں ہماری مدد کرتا ہے ایمانداری سے کام کرنے والا ہر شخص ہمارے معاشرے کی تعمیر میں حصہ لیتا ہے۔

کراچی پاکستان کا سب سے بڑا شہر ہے۔ یہاں پر لوگ مختلف پیشوں سے منسلک ہیں۔ سب سے زیادہ لوگ ان پانچ اہم شعبوں میں کام کرتے ہیں، صنعت، تجارت، خدمات، کاشتکاری اور ماہی گیری۔

کراچی میں بہت ساری صنعتیں ہیں جن میں لوگوں کی بڑی تعداد کام کرتی ہے۔ صنعتوں کی دو اقسام

ہیں۔ بڑے پیمانے کی صنعتیں جہاں بڑی مقدار میں خام مال کو تیار شدہ اشیاء میں تبدیل کیا جاتا ہے اور چھوٹے پیمانے کی صنعتیں جہاں کم مقدار میں اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ صنعتوں میں مینیجروں کی ضرورت ہوتی ہے جو کارکنوں کے کام کی نگرانی اور صنعت کا نظام سنبھال سکیں۔ اس کے علاوہ صنعت کے لیے ہنر مند مزدوروں، تیکنیکی ماہرین جو مشینوں کو چلائیں اور انجینیئروں کی جو پیداوار کی نگرانی اور مشینوں کی مرمت کریں، ضرورت ہوتی ہے۔

کراچی میں دو بندرگاہیں ہیں، کیماڑی اور پورٹ قاسم۔ یہاں ایک بڑا ہوائی اڈا ہے جسے قائداعظم انٹر نیشنل ایئر پورٹ کہتے ہیں۔ یہ ریل اور روڈ کے نظام کے ذریعے پاکستان کے دوسرے شہروں سے منسلک ہے۔ کراچی سے بہت سی اشیاء پاکستان کے دوسرے شہروں کو بھیجی جاتی ہیں اور غیر ممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔ کراچی کی ضرورت کی اشیاء پاکستان کے دوسرے شہروں سے لائی جاتی ہیں اور غیر ممالک سے درآمد کی جاتی ہیں۔ اس لیے یہ شہر ملکی اور بین الاقوامی تجارت کے لیے ایک اہم مرکز بن چکا ہے۔

کراچی میں بہت سے لوگ مختلف قسم کی خدمات مثلاً: صحت اور تعلیم سے منسلک ہیں۔ تدریس، صحت اور نرسنگ کا تعلق بھی انھی خدمات سے ہے۔ کیا آپ کو کچھ دیگر پیشوں کے بارے میں معلوم ہے جن کا تعلق ان خدمات سے ہے؟

کراچی شہر کے اردگرد کچھ دیہات ہیں۔ ان دیہاتوں میں لوگ مویشی پالتے ہیں اور کاشت کاری سے وابستہ ہیں۔ کسان کھیتوں میں ہل چلاتے ہیں، بیج بوتے ہیں اور کھیتوں کو پانی دیتے ہیں۔ وہ فصل کی دیکھ بھال بہت توجہ سے کرتے ہیں تاکہ ان کی فصلیں نقصان دہ کیڑوں، جانوروں اور پرندوں سے محفوظ رہیں۔ کچھ مشینیں جیسے ٹریکٹر اور تھریشر کسان کے کھیتوں میں کام کرنے اور فصل کاٹنے میں کام آتی ہیں۔ ان سے پیداوار بڑھتی ہے اور کسان کو کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

بڑا کھیت

چھوٹا کھیت

گاؤں کے لوگ مویشی بھی پالتے ہیں جیسے بکریاں، بھیڑیں، گائیں اور بھینسیں۔ یہ ہمیں دودھ اور گوشت فراہم کرتی ہیں۔ دودھ سے دہی، مکھن اور پنیر بناتے ہیں۔ جانوروں کا گوشت، کھال اور اون فروخت کر کے پیسہ کماتے ہیں۔ آج کل مرغبانی کی صنعت بھی ترقی کر رہی ہے۔

کراچی بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ اس لیے کچھ لوگ ماہی گیری میں مصروف ہیں۔ وہ ہمیں کھانے کے لیے مچھلی فراہم کرتے ہیں۔ کچھ ماہی گیر مچھلی دوسرے ممالک کو بھی برآمد کرتے ہیں۔

لوگ مچھلیاں پکڑتے ہوئے

آج کل مختلف پیشوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں، کمپیوٹروں نے ان کا کام آسان بنادیا ہے۔ استاد کلاس میں اسے تختہ سیاہ کی جگہ استعمال کرتے ہیں اور طلبہ اسے برقی کتاب کی طرح پڑھنے اور تحقیقی کام کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ کاروباری لوگ اسے معلومات حاصل کرنے اور حساب کتاب رکھنے میں استعمال کرتے ہیں۔

ایک خاتون کمپیوٹر پر کام کرتے ہوئے

کمپیوٹر کے استعمال نے ہماری دنیا کو محفوظ تر بنا دیا ہے۔ ہمارے ٹیلیفون بہتر کام کرتے ہیں دکانوں اور بینکوں کے کاموں میں بہتری ہوگئی ہے۔ اس کی وجہ سے خلائی سفر ممکن ہوگیا ہے۔ آج کل بہت سے لوگ کمپیوٹر کے میدان

میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے چند پروگرام لکھتے ہیں باقی کمپیوٹروں کی مرمت کرتے ہیں۔

کام کی عظمت

ہر وہ شخص جو کام کرتا ہے، کسی نہ کسی طرح ہماری مدد کرتا ہے۔ اس لیے ہر پیشہ اہمیت رکھتا ہے۔ اگر کسی پیشہ کے لوگ کام کرنا بند کردیں تو ہمارے لیے کافی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ اگر تمام جمعدار کام کرنا بند کردیں تو کیا ہوگا؟ ہماری گلیاں اور سڑکیں گندی رہیں گی! اگر ڈاکٹر اپنے فرائض انجام نہ دیں تو لوگ بیمار رہیں گے۔ اگر کسان غلہ نہ اگائیں تو ہمیں غذا کیسے ملے گی؟ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر کام کرنے والے کی عزت اور اس کے کام کی قدر کریں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- کراچی کے لوگوں کے عام پیشوں کی فہرست بنائیے۔ وہ کس علاقے میں کام کرتے ہیں

2- آپ بڑے ہو کر کیا بننا پسند کریں گے؟ یہ کس طرح مددگار ہوگا۔

(الف) آپ کے لیے

(ب) آپ کے گھر کے لیے

(ج) آپ کے ملک کے لیے

3- بتائیے کیا ہوگا اگر!

(الف) ڈرائیور بسیں چلانا چھوڑ دیں۔

(ب) استاد اسکول میں تدریس بند کردیں۔

(ج) جمعدار گلیوں کی صفائی کرنا بند کردیں۔

(ب) عملی کام

1- بڑے ہو کر آپ کیا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے بارے میں غور کریں کہ یہ کس طرح دوسروں اور قوم کی بھلائی کے لیے مددگار ہوگا۔ اس سبق پر ایک مختصر تقریر تیار کریں اور اسے کلاس میں پیش کریں۔

2- ایک کام جو آپ اچھے طریقے سے کرتے ہیں لکھیے مثلاً: گانا، مصوری وغیرہ۔ اپنی جماعت کے ساتھی سے جوڑا بنائیے اور اسے بتائیے کہ وہ یہ کیسے کرے۔

(ج) اضافی سرگرمی

مختلف پیشوں کے لوگوں سے ملاقات کیجیے۔ ان سے کہیے کہ وہ اپنے کاموں کے متعلق بتائیں اور وضاحت کریں کہ یہ کس طرح ان کے لیے، دوسروں کے لیے اور ملک کے لیے مفید ہیں۔

آٹھواں باب

نقل و حمل اور سڑکوں کا تحفظ

آپ آج اسکول کس طرح آئے ؟ آپ میں سے کچھ لوگ اسکول پیدل آئے ہوں گے۔ لیکن آپ میں سے زیادہ تر لوگ یقیناً کار، ویگن یا بس کے ذریعہ آئے ہوں گے۔ آپ کی طرح گھر کے دوسرے لوگ یقینا کام کے لیے پیدل، سائیکل، بس یا کار سے گئے ہوں گے۔ اسکول اور کام کے علاوہ باہر جانے کی دیگر بہت سی وجوہات ہوتی ہیں۔ رشتہ داروں اور دوستوں سے ملنے، خریداری کرنے، ڈاکٹر کو دکھانے اور اسی طرح کی ضروریت کے لیے ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے ہمیں نقل وحمل (آنے جانے) کا کوئی نہ کوئی ذریعہ درکار ہوتا ہے۔ جیسے زمین پر ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے ہم گاڑی یا سواری استعمال کرتے ہیں۔ نیچے دی گئی تصویر دیکھیے۔ یہ آپ کو مختلف قسم کی

نقل و حمل کے ذرائع

گاڑیاں دکھاتی ہے جو ہم روزانہ سفر کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

ان گاڑیوں میں آپ کیا فرق دیکھتے ہیں ؟ جی ہاں ان میں سے کچھ میں انجن ہے جب کہ دوسری گاڑیوں کو آدمی یا حیوان کھینچ رہے ہیں۔ اوپر کی تصویر میں آپ یہ بھی دیکھ سکتے ہیں کہ کچھ گاڑیاں نہ صرف لوگوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے استعمال ہو رہی ہیں بلکہ چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لیے بھی استعمال ہو رہی ہیں۔ ان گاڑیوں میں کیا چیز مشابہت رکھتی ہے ؟ جی ہاں، ان تمام گاڑیوں میں ایک چیز عام ہے وہ پہیے ہیں۔

گاڑیوں کی آسانی اور تیزی سے چلنے کے لیے سڑکیں بنائی گئیں ہیں۔ کراچی میں بہت سی سڑکیں ہیں ۔ ایم۔ اے جناح روڈ اور شاہراہ فیصل دو بڑی سڑکیں ہیں، یہ بہت چوڑی ہیں۔ کیونکہ ان سڑکوں کو بڑی تعداد میں مختلف قسم کی گاڑیاں استعمال کرتی ہیں۔ جن سڑکوں پر چند گاڑیاں چلتی ہیں وہ کم چوڑی ہیں۔

اکثر ہم سامان لے جانا چاہتے ہیں یا پھر کسی دوسرے شہر میں اپنے رشتے داروں سے ملنا چاہتے ہیں تو ہم اوپر دکھائی گئی گاڑیوں کو استعمال کر کے یہ مقصد حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ بس یا ٹرک۔ بہر حال زیادہ سامان ایک شہر سے دوسرے شہر لے جانے یا لمبے سفر کے لیے ریل گاڑی آسان اور سستا ذریعہ ہے۔ کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں ایسا کیوں ہے ؟ ریل گاڑی میں بھی پہیے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ پٹڑی پر چلتی ہے جسے ریل کی پٹڑی کہتے ہیں۔ ریل گاڑی میں طاقتور انجن ہوتا ہے۔ جو ریل کے بہت سے ڈبوں کو کھینچتا ہے۔

کراچی سے بہت سی ریل گاڑیاں ملک کے مختلف شہروں کے لیے چلتی ہیں۔ چونکہ کراچی بڑا اور زیادہ آبادی کا شہر ہے، اس لیے شہر میں ایک ریل گاڑی لوگوں کو شہر کے ایک حصے سے دوسرے حصے میں

ریل گاڑی

قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ کراچی

لے جانے کے لیے بھی چلتی ہے۔ یہ کراچی کی سرکلر ریلوے کہلاتی ہے۔

بعض اوقات ہم سفر کرتے ہیں یا سمندر پار دور دراز علاقوں کو سامان بھیجتے ہیں۔ یہ ہم دو طریقوں سے کرسکتے ہیں، سمندر کے راستے یا ہوائی جہاز کے ذریعہ۔ سمندر کے ذریعہ سفر کرنا سستا ہوتا ہے لیکن وقت زیادہ لگتا ہے۔ دور دراز بھاری سامان عام طور سے سمندر کے ذریعے بھیجا جاتا ہے۔ کراچی بحیرۂ عرب کے ساحل پر واقع ہے۔ اس کی دو بندرگاہیں ہیں، کیماڑی اور پورٹ قاسم جہاں مختلف ممالک کے جہاز آتے جاتے رہتے ہیں۔

ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے ہوائی جہاز کا سفر تیز ترین ذریعہ ہے۔ ہم پاکستان کے مختلف شہروں اور دوسرے ممالک کے لیے ہوائی جہاز سے سفر کرسکتے ہیں۔ پاکستان کا سب سے بڑا ایئرپورٹ "قائداعظم انٹرنیشنل ایئرپورٹ" کراچی میں ہے۔

سڑک پر احتیاط

ٹریفک سگنلز اور زیبرا کراسنگ

کراچی میں لاکھوں لوگ رہتے ہیں۔ ہر روز ہزاروں طلباء اسکول اور لوگ اپنے کاموں پر آتے جاتے ہیں، لوگوں کے اس آنے جانے کی وجہ سے سڑک پر ٹریفک بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اگر تمام گاڑیاں چوراہوں سے ایک ہی وقت میں گذرنے کی کوشش کریں تو ایک دوسرے سے ٹکرا جائیں گی۔ جس کے نتیجہ میں بہت خطرناک حادثات ہوسکتے ہیں۔ ٹریفک کنٹرول کرنے اور چوراہوں پر حادثوں سے بچاؤ کے لیے ٹریفک سگنل ہوتے ہیں۔ یہ سگنل لال، پیلی اور ہری

روشنی دکھاتے ہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ٹریفک سگنل کے یہ رنگ کیا بتاتے ہیں؟ آپ کو ان کے معنی بتانے کے لیے یہاں ایک نظم دی گئی ہے۔

سرخ بتی، سرخ بتی
آپ کیا کہتی ہیں
میں کہتی ہوں ٹھیرو، فوراً ٹھیرو
پیلی بتی، پیلی بتی
آپ کیا سمجھتی ہیں
میں سمجھتی ہوں روشنی کے ہرے ہونے تک
انتظار کرو

ہری بتی، ہری بتی
آپ کیا کہتی ہیں
میں کہتی ہوں جاؤ اور فوراً جاؤ۔

لوگوں کو سڑک بھی پار کرنا ہوتی ہے۔ سڑک پر خاص نشان سڑک پار کرنے کے لیے بنائے جاتے ہیں۔ یہ نشان "زیبرا کراسنگ" کہلاتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں ایسا کیوں ہے؟ زیبرا کراسنگ پر سڑک پار کرنے سے پہلے اپنے دائیں اور بائیں جانب غور سے دیکھیے اور جب اس بات کا یقین ہو جائے کہ ٹریفک رکا ہوا ہے تو سڑک پار کریں۔ کچھ زیبرا کراسنگ پر ٹریفک سگنل کی طرح پیدل چلنے والوں کے لیے بھی علامتیں بنی ہوتی ہیں۔ یہ انھیں بتاتی ہیں کہ سڑک کب پار کریں۔ ان میں دو طرح کی روشنیاں ہوتی ہیں۔ لال اور ہری۔ ہری روشنی کا مطلب ہے کہ آپ سڑک پار کر سکتے ہیں اور لال روشنی کا مطلب ہے کہ آپ انتظار کریں۔ بہت سی سڑکوں پر زیبرا کراسنگ نہیں ہے۔ ان سڑکوں پر اپنے دائیں اور بائیں جانب دیکھ کر اس بات کا یقین کر لیں کہ سڑک پر کوئی گاڑی نہیں ہے۔ تب سڑک پار کریں۔ نیچے چند اصول دیے گئے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ آپ احتیاط سے چلنے اور گاڑی چلانے کے لیے انھیں ضرور استعمال کریں۔

احتیاط سے چلیے

1- اگر آپ روڈ پر چل رہے ہوں تو ہمیشہ فٹ پاتھ پر چلیے اگر فٹ پاتھ نہ ہو تو دیوار یا دکانوں

کے ساتھ ساتھ چلیے۔

2- زیبرا کراسنگ پر سڑک پار کیجیے۔ لیکن پہلے دیکھ لیجیے کہ ٹریفک ٹھیرا ہوا ہے یا نہیں ؟

3- جہاں زیبرا کراسنگ نہ ہو وہاں محفوظ مقام سے سڑک پار کیجیے۔ اپنے دائیں بائیں توجہ سے دیکھیے۔ اگر کوئی گاڑی نہیں ہے تو سڑک پار کیجیے ۔

4- چھوٹے بچے اپنے بڑوں کا ہاتھ پکڑ کر سڑک پار کریں۔

5- سڑک پر شرارت نہ کیجیے اور صحیح طریقے سے چلیے۔ بڑے ہو کر بوڑھے، نابینا اور بیمار لوگوں کو سڑک پار کرنے میں مدد کیجیے ۔

6- سڑکوں، گلیوں اور فٹ پاتھوں کو صاف رکھیے ۔ ان پر کچرا نہ پھینکیے ۔ اگر گھر کے نزدیک کوئی کچرے دان نہیں ہے تو کچرا گھر کے کچرے دان میں جا کر ڈالیے ۔

احتیاط سے چلائیے

1- جب آپ گاڑی میں بیٹھے ہوں، اپنے ہاتھوں کو کھڑکی سے باہر نہ رکھیے ۔

2- کوڑا کرکٹ سڑک پر نہ پھینکیے ، اسے کوڑے دان میں پھینکیے۔ جہاں کوڑے دان نہ ہو تو کوڑا اپنے پاس رکھ لیجیے پھر جب آپ گھر پہنچیں تو اسے کوڑے دان میں ڈال دیجیے ۔ یہ ایک اچھا خیال ہے کہ ہم گاڑی میں کچرے کے لیے ایک خالی تھیلا رکھیں۔ یاد رکھیے کیلے کے چھلکے سے سڑک پار کرتے ہوئے کوئی بھی شخص پھسل سکتا ہے۔

3- یہ یقین دہانی کر لیجیے کہ جو شخص گاڑی چلا رہا ہے وہ ٹریفک کے یہ اصول برت رہا ہے۔

(الف) ٹریفک بتی پر عمل کر رہا ہے۔ جب بتی لال ہوتی ہے تو ٹھہرتا ہے اور صرف اس وقت گاڑی چلاتا ہے جب بتی ہری ہوتی ہے۔

(ب) گاڑی احتیاط سے چلاتا ہے۔ تیز تو نہیں چلاتا اور دوسری گاڑی سے آگے گزرنے کی کوشش تو نہیں کرتا۔

(ج) ہارن غیر ضروری طور پر تو نہیں بجاتا۔ خاص طور پر اسکول اور اسپتال کے قریب۔

4- اس بات کو یاد رکھیے کہ آپ کی گاڑی کی سروس باقاعدگی سے ہوتی رہے، تاکہ ماحول آلودہ نہ ہو۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے :۔

1- نقل و حمل کے وہ کون سے ذرائع ہیں جنھیں ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔

2- کراچی میں واقع ایئرپورٹ، بندرگاہ اور ریلوے اسٹیشن کے نام بتایئے؟

3- نظم یاد کیجیے۔ "ٹریفک بتی" اور کلاس میں سنایئے۔

(ب) عملی کام

معلوم کریں کہ کراچی میں ایک جگہ سے دوسری جگہ آنے جانے کے لیے کون سا ذریعہ سب سے اچھا ہے۔

(ج) اضافی سرگرمی

ریل گاڑی اور اس کی پٹڑی کا ماڈل بنایئے۔ ماچس کی ڈبیوں کو ریل کے ڈبوں اور بوتل کے ڈھکنوں کو پہیوں کے لیے استعمال کیجیے۔

جب تحقیقی کام شروع کریں تو کلاس کو چار سے چھ طلبہ کے گروپ میں تقسیم کردیں۔ ہر گروپ کے طلبہ نقل و حمل کے تمام ذرائع کی ایک فہرست بنائیں۔ ان میں سے ہر ایک کرایہ، فاصلہ، وقت اور لوگوں کے سفر کے متعلق غور کرے۔ اب ان اعداد و شمار سے وہ فیصلہ کریں کہ نقل و حمل کے لیے کون سا ذریعہ اچھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ طلبہ مختلف جواب بتا دیں۔ یہ طریقہ جتنا طویل ہے اتنا ہی صحیح ہے کیونکہ طلبہ اپنے جوابوں کے بارے میں اپنی وجوہات بتائیں گے۔

لڑائی جھگڑے سے بچو

نواں باب

عوامی خدمت اور بھلائی کے کام

ہم معاشرے میں دوسرے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ معاشرہ اس وقت ترقی کرتا ہے جب اس کے لوگ خوش ہوں۔ لوگ اس وقت خوش ہوتے ہیں جب ان کی بنیادی ضروریات کھانا، لباس اور گھر انھیں مل جائیں۔ آج کل صرف یہی کافی نہیں ہے کہ لوگوں کی بنیادی ضرورتیں پوری ہوں۔ تعلیم اور صحت بھی اتنی ہی اہم ہیں۔ آج ہر اسکول جانے والی عمر کے بچے کو تعلیم اور بیمار انسان کو طبی سہولتیں فراہم کرنا ضروری ہے۔

پاکستان میں سب لوگ خوشحال نہیں ہیں۔ کچھ امیر ہیں، کچھ کا تعلق درمیانے طبقے سے ہے اور زیادہ تر لوگ غریب ہیں۔ ان کے لیے کھانا، کپڑا اور رہائش حاصل کرنا مشکل ہے۔ حکومت لوگوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس نے اسکول، کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی ہیں۔ پورے ملک میں اسپتال اور صحت کے مراکز قائم کیے ہیں۔ لیکن حکومت کے پاس زیادہ وسائل نہیں ہیں جس کی وجہ سے بہت سے بچے تعلیم سے محروم ہیں اور بہت سے صحت کی سہولتوں سے محروم ہیں ان کی حالت بہتر بنانے کے لیے کچھ لوگوں نے بھلائی کے ادارے قائم کیے ہیں۔ یہ ادارے عام لوگوں سے محبت کی بنیاد پر قائم ہیں۔

یہاں ہم چند اداروں جیسے اسکول، کالج، لائبریری، اسپتال اور باغات کا ذکر کریں گے۔

اسکول اور کالج

تعلیم زندگی میں کامیابی کی کنجی ہے۔ کوئی بھی شخص یا قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ اسکول اور کالج وہ جگہیں ہیں جہاں طلبہ علم حاصل کرتے ہیں۔ تعلیم ہمیں اچھا شہری بناتی ہے اور روزگار حاصل کرنے میں مدد کرتی ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ تعلیم ہمیں ایک اچھا انسان بناتی ہے۔ بہت سے بچے ایسے ہیں جو تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن غربت کی وجہ سے انھیں اسکول جانے کا موقع نہیں ملتا۔ ہم میں سے جن کو یہ موقع ملتا ہے انھیں چاہیے کہ اس کا پورا فائدہ اٹھائیں۔ جب ہم اپنی تعلیم مکمل کر لیں تو ہمیں ان ساتھیوں کو نہیں بھولنا چاہیے جو ہم سے کم خوش قسمت ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ایسے ادارے قائم

[illegible] کراچی

کریں جہاں تعلیم سے محروم بچے علم حاصل کرسکیں اور پڑھ لکھ کر خوشحال زندگی گزار سکیں۔

لائبریریاں

طلبہ کے لیے مطالعہ بہت اہم ہوتا ہے۔ زیادہ تر طلبہ اپنا سبق نہ صرف گھر کے کام کے وقت یاد کرتے ہیں بلکہ وہ اپنے خالی وقت میں بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ مطالعہ ان کے لیے خوشی کا سبب ہوتا ہے۔ وہ دنیا کے حالات کے متعلق پڑھتے ہیں: مثلاً کھیل، لوگوں کے حالات ، مقامات اور دوسری باتیں جس میں انھیں دلچسپی ہوتی ہے۔ وہ کہانیوں کی کتابیں بھی تفریح کے لیے پڑھتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے بارے میں کتابیں لائبریری میں ہوتی ہیں۔ لائبریری معلومات کا خزانہ ہوتی ہے۔ طالب علم کی حیثیت سے ہمیں لائبریری باقاعدگی سے جانا چاہیے اور معلومات حاصل کرنی چاہیے۔

پارک اور چڑیا گھر

پارک لوگوں کی تفریح اور تازہ دم ہونے کی جگہ ہے۔ ان میں سرسبز پودے اور پھول ہوتے ہیں۔ کچھ پارکوں میں بچوں کے لیے طرح طرح کے جھولے فراہم کیے گئے ہیں۔ بہت سے پارکوں میں لوگوں کے

چڑیا گھر پارک کراچی

بیٹھنے اور آرام کرنے کے لیے بینچیں ہوتی ہیں۔ پاکستان کے تمام شہروں اور قصبوں میں عوامی پارک ہیں۔ کراچی میں کلفٹن، برنس گارڈن، سفاری پارک، الہ دین پارک اور ہل پارک وغیرہ مشہور پارک ہیں۔

وہ جگہ جہاں جانور اور پرندے رکھے جاتے ہیں اسے چڑیا گھر کہا جاتا ہے۔ چڑیا گھر میں آپ کو کسی

پنجرے میں شیر اور کسی میں بندر نظر آئیں گے۔ بطخوں، بگلوں اور دوسرے کئی پرندوں کے لیے تالاب بنے ہوتے ہیں۔ بڑے کھلے باڑوں میں آپ کو ہرن، زیبرا، زرافہ اور دوسرے جانور نظر آئیں گے۔ کراچی میں ایک چڑیا گھر کے علاوہ سفاری پارک میں بھی ایک چڑیا گھر ہے۔

چڑیا گھر کراچی
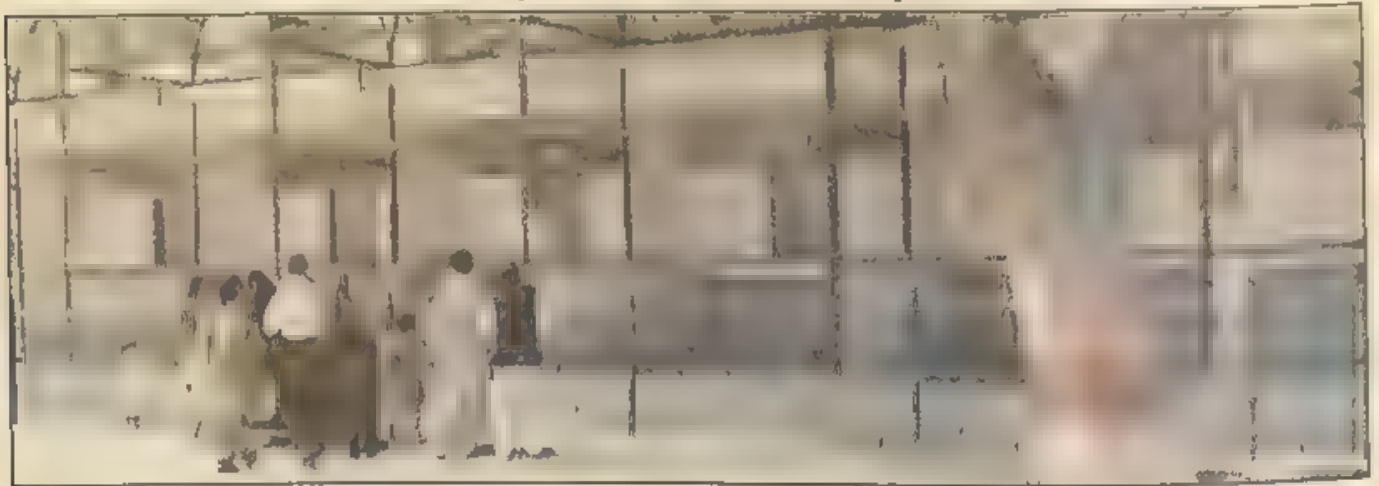
اسپتال

اسپتال عوام کی خدمت کے ادارے ہیں۔ ان کا مقصد بیماروں کا علاج کرنا ہے۔ وہ لوگ جو زیادہ بیمار نہیں ہوتے اپنی دوا لینے کے بعد گھروں کو واپس چلے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو زیادہ بیمار ہوتے ہیں انھیں اسپتال میں داخل کیا جاتا ہے۔ بڑے اسپتالوں میں ایکسرے، خون اور پیشاب ٹیسٹ کرنے کے انتظامات ہوتے ہیں۔ وہاں آپریشن بھی ہوتے ہیں۔ کراچی میں چند بڑے عوامی اسپتال ہیں جن میں جناح

سول اسپتال کراچی

اسپتال، سول اسپتال اور عباسی شہید اسپتال شامل ہیں۔ ان اسپتالوں میں علاج پر بہت کم پیسہ خرچ ہوتا ہے۔ سرکاری اسپتال کراچی کے شہریوں کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتے۔ اس کے نتیجے میں چھوٹے بڑے بہت سے پرائیویٹ اسپتال قائم ہوگئے ہیں۔ کچھ مخیر لوگوں نے بہت غریب لوگوں کے لیے ان کی محبت میں خیراتی اسپتال قائم کیے ہیں۔ یہ اسپتال مفت علاج کرتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے :۔

1- تعلیم کیوں ضروری ہے؟ 2- ہم لائبریری سے کس طرح فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟

3- اسپتال کس قسم کی خدمت کرتے ہیں؟

4- ایسے چند اداروں کا ذکر کیجیے جو غریب اور ضرورت مندوں کی مدد کرتے ہیں۔

(ب) عملی کام

1- اپنی جماعت میں ایک چھوٹی لائبریری قائم کیجیے جس کے لیے اپنے ہم جماعت طلبہ اور والدین سے کتابیں حاصل کیجیے۔ اپنے جیب خرچ سے کچھ پیسے بچا کر جماعت کی لائبریری کے لیے کتابیں خریدیے۔

(ج) اضافی سرگرمیاں

1- کسی لائبریری کا دورہ کیجیے اور اپنے ساتھیوں کو بتائیے کہ اس دورے سے آپ نے کیا سیکھا۔

2- کراچی چڑیا گھر یا سفاری پارک کی سیر کیجیے۔ بتائیے کہ آپ نے وہاں کیا دیکھا اور کیا کیا۔

دسواں باب

عظیم خواتین

حضرت رُفیدہ الاسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"فلورنس نائٹ انگیل" کو جدید نرسنگ کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے ایسی بہت سی مسلم خواتین بھی گزری ہیں جو میدان جنگ میں زخمیوں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک ایسی خاتون جنھوں نے سب سے زیادہ کام کیا حضرت رفیدہ الاسلمیہؓ ہیں۔ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں مسلم خواتین کا ایک گروپ تیار کیا اور ان کی تربیت کی کہ بیماروں اور زخمیوں کا علاج کس طرح کیا جاتا ہے۔ آج وہ پہلی مسلم خاتون نرس کی حیثیت سے پہچانی جاتی ہیں۔

حضرت رفیدہؓ، سعد الاسلمی کی بیٹی تھیں۔ ان کے والد سعد مدینہ شریف میں ایک مشہور طبیب تھے۔ حضرت رفیدہؓ اپنے والد کے کام میں ان کی مدد کرتی تھیں۔ اسی دوران انھوں نے یہ سیکھا کہ کس طرح بیمار لوگوں کا علاج اور دیکھ بھال کی جاتی ہے۔ وہ ایک رحم دل اور صابر خاتون تھیں۔

حضرت رفیدہؓ نے جب حضور ﷺ کا پیغام سنا تو وہ مسلمان ہو گئیں۔ انھوں نے آپ ﷺ کی اجازت سے مسلمان خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو نرسنگ کی تربیت دی۔

جب مسلمان جنگ کے لیے جاتے تھے تو حضرت رفیدہؓ حضور ﷺ کی اجازت سے تربیت یافتہ نرسوں کا ایک گروپ اپنے ساتھ میدان جنگ میں لے جاتی تھیں تاکہ زخمیوں کو طبی سہولت فراہم کر سکیں۔ انھوں نے اپنی ٹیم کو نرسنگ کی ضروری تربیت دی۔ ایک جنگ کے دوران حضرت رفیدہؓ نے اپنے گروپ کو منظم کیا اور ان میں سے ہر خاتون کو مختلف فرائض سونپے۔ انھوں نے خود بھی میدان جنگ میں زخمیوں کو ابتدائی طبی امداد دی، پانی پلایا اور زخمیوں کو صحرا کی تپش اور گرم لو سے بھی بچایا۔ اسلام کے دشمنوں کے خلاف لڑی جانے والی جنگوں میں ان کا کردار قابل تعریف ہے۔

حضرت رفیدہؓ کا کردار بطور نرس میدان جنگ تک ہی محدود نہیں تھا۔ انھوں نے مسجد نبوی کے قریب خیمے میں مریضوں کی دیکھ بھال جاری رکھی۔ حضور ﷺ کی اجازت سے انھوں نے مسجد نبوی کے اندر خیمہ نصب کر کے لوگوں کو مریضوں کی دیکھ بھال کی تربیت اور صحت کی تعلیم دی۔

حضرت رفیدہؓ کے عمل سے ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ نرسنگ مسلمان خواتین کے لیے ایک معزز پیشہ ہے۔ نوجوان مسلم خواتین کو حیثیت پہلی مسلمان نرس حضرت رفیدہؓ کی مثال نہیں بھولنی چاہیے۔

ہمارے ملک میں مریضوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ ان کی دیکھ بھال کے لیے نرسیں ناکافی ہیں۔ حضرت رفیدہؓ کی مثال سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بیماروں کی دیکھ بھال فرض سمجھ کر کرنا چاہیے۔ تکلیف میں مبتلا انسان کو راحت پہنچانے کے لیے ہم سے جو کچھ ہو سکتا ہے ہمیں ضرور کرنا چاہیے۔

بلقیس ایدھی

بلقیس ایدھی 14 اگست 1946ء کو پیدا ہوئیں۔ حیثیت نوجوان لڑکی کے ان کو کھیلوں اور تفریح میں کوئی خاص دلچسپی نہیں تھی۔ وہ غریب اور ضرورت مند لوگوں کی مدد کرنا چاہتی تھیں۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد وہ نرسنگ کے شعبے میں جانے کی خواہش رکھتی تھیں۔ چنانچہ انھوں نے میٹھادر کراچی میں عبدالستار ایدھی کے نرسنگ ہوم میں شمولیت اختیار کرلی۔

بلقیس ایدھی اپنے شوہر عبدالستار ایدھی کے ساتھ

انھوں نے اپنی تربیت کے دوران نرسنگ سینٹر میں عبدالستار ایدھی کے فلاحی کاموں کو دیکھا۔ وہ ان کے کام کے طریقے اور لوگوں کی مدد کرنے کے جذبے سے بہت متاثر ہوئیں۔

عبدالستار ایدھی نے انھیں شادی کا پیغام بھیجا۔ ان کے بزرگوں کی رائے سے ان کی شادی 19 اپریل 1966ء کو ہوئی۔ شادی کے بعد سے اب تک انھوں نے غربت اور بیماری کے خلاف جدوجہد میں اپنے شوہر کی بھرپور مدد کی ہے۔ ایک موقع پر انھوں نے کہا "دیکھو وہ کس طرح کام کرتے ہیں۔ کیا کوئی دوسرا ان کی طرح ہے؟ میں ان کے دشمنوں کے راستے میں چٹان بن جاؤں گی، پہلے ایدھی ایک تھا، میں ایک تھی، لیکن اب ہم گیارہ ہیں۔ میں ان کی مدد کروں گی، جس کے وہ حقدار ہیں"۔

آج بلقیس ایدھی خدمت کی خود ایک علامت ہیں۔ ان کی خدمات بچوں اور خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے عام ہیں۔

وہ بے سہارا بچیوں اور لڑکیوں کی فلاح و بہبود میں بھرپور دلچسپی لیتی ہیں۔ ان کی تعلیم، کھانے اور رہائش کا خیال رکھتی ہیں۔ وہ ان کو گھر چلانے، کڑھائی، بُنائی اور سلائی کا ہنر سکھاتی ہیں۔ جب وہ بچیاں بڑی ہو جاتی ہیں تو سادگی کے ساتھ باعزت طریقے سے ان کی شادی کروا دیتی ہیں۔ وہ ان لڑکیوں کو بھی رہنے کے لیے جگہ فراہم کرتی ہیں جو کسی سماجی مسئلے کی وجہ سے اپنا گھر چھوڑ آتی ہیں۔ ان سے صلاح و مشورہ کرنے کے بعد انھیں واپس ان کے گھروں کو بھیج دیتی ہیں۔

گاؤں میں رہنے والی بہت سی غریب خواتین کی حالت بہتر بنانے کے لیے بھی انھوں نے کئی منصوبے بنائے ہیں۔ وہ لڑکیوں کی مفت تعلیم کے ادارے، چھوٹی گھریلو صنعتیں اور دستکاری کے مراکز کھولنا چاہتی ہیں۔ یہ ادارے انھیں اس قابل بنائیں گے کہ وہ اپنے خاندان کے لیے کما سکیں۔

یومِ آزادی کے موقع پر بلقیس ایدھی اور عبدالستار ایدھی بچوں کے ساتھ

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے :۔

1- وہ کون سی خدمات ہیں جو حضرت رفیدہؓ نے انجام دیں؟
2- وہ کون سی خدمات ہیں جو جنگ کے دوران مسلمان نرسوں نے انجام دیں؟
3- ہم حضرت رفیدہ کی زندگی سے کیا سبق سیکھتے ہیں؟
4- بلقیس ایدھی کی زندگی سے ہم کیا سبق سیکھتے ہیں؟
5- بلقیس ایدھی کی خدمات کی ایک فہرست بنایئے جو انھوں نے عوام کے لیے کی ہیں۔
6- کیا دوسروں کی مدد کرنا اچھی عادت ہے؟ اگر ایسا ہے، تو ایسے تین طریقے لکھیے جس کے ذریعے آپ دوسروں کی مدد کرسکتے ہیں۔

(ب) عملی کام

1- ان طریقوں کی فہرست جو آپ نے دوسروں کی مدد کے لیے تیار کی ہے اس میں سے ایک طریقہ کلاس میں کرنے کے لیے منتخب کیجیے۔ اپنے استاد کی مدد سے اپنی تیاری کر کے اسے انجام دیجیے۔
2- قریبی اسپتال یا مرکز صحت کا دورہ کیجیے اور دیکھیے کہ وہاں نرسیں کیا کام کرتی ہیں۔
3- گفتگو کیجیے :جب آپ بیمار ہوتے ہیں تو آپ کیسا محسوس کرتے ہیں۔ آپ دوسروں سے کیا چاہتے ہیں کہ وہ آپ کے آرام کے لیے کیا کریں جس سے آپ اپنے آپ کو بہتر محسوس کریں۔
4۔ گفتگو کیجیے کہ انسانیت کی خدمت کس طرح عبادت ہے۔

(ج) اضافی سرگرمی

1- بلقیس ایدھی کو اپنے اسکول میں بلایئے اور ان سے کہیے کہ وہ اپنی زندگی اور کام کے بارے میں آپ کو بتائیں۔

گیارھواں باب

حضرت ابراہیم علیہ السّلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق میں پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد اور ان کے قبیلے کے لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے ان سے کہا کہ بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ یہ بے بس ہیں۔ صرف اللہ کی عبادت کرو جو تمام اختیارات کا مالک ہے۔ لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کی تعلیم کو پسند نہ کیا اور وہ ان کے دشمن ہو گئے۔

ایک دن حضرت ابراہیمؑ کے قبیلہ کے لوگ ایک تہوار میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے۔ آپؑ نے تمام بتوں کو اپنے کلھاڑے سے توڑ دیا۔ سوائے بڑے بت کے۔ اور کلھاڑا بڑے بت کے گلے میں لٹکا دیا۔ جب لوگ واپس آئے تو انھوں نے اپنے بتوں کو ٹوٹے ہوئے پایا۔ وہ بہت ناراض ہوئے۔ آپؑ سے ان کے متعلق معلوم کیا۔ آپؑ نے جواب دیا کہ اس بڑے بت سے پوچھو کہ ان بتوں کو کس نے توڑا ہے؟ لوگوں نے کہا بُت بول نہیں سکتے۔ جس پر آپؑ نے ان سے کہا کہ ان کی عبادت نہ کرو جو بول بھی نہیں سکتے۔ لوگ بہت غصہ ہوئے اور آپؑ کو آگ کے بہت بڑے الاؤ میں پھینک دیا۔ اللہ نے آگ کو ٹھنڈا ہو جانے کا حکم دیا جس کے نتیجے میں آپؑ بالکل محفوظ رہے۔

حضرت ابراہیمؑ مسلسل لوگوں کو بتوں کی عبادت سے منع کرتے اور اللہ کی عبادت کرنے کے لیے کہتے۔ لوگوں نے اس بات کی شکایت اپنے بادشاہ نمرود سے کی۔ ایک دن بادشاہ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا کہ مجھے اپنے خدا کے بارے میں بتاؤ جس کی عبادت کے لیے تم لوگوں کو دعوت دیتے ہو۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا "میرا اللہ وہ ہے جو زندگی اور موت دیتا ہے۔"

بادشاہ نمرود نے کہا، یہ تو وہ بھی کر سکتا ہے۔ اس نے دو آدمیوں کو بلایا، ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیمؑ نے محسوس کیا کہ نمرود آپؑ کی بات کو صحیح طریقے سے نہیں سمجھ سکا۔ آپؑ نے نمرود سے کہا۔ "میرا رب سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے۔ گر تمھارے پاس کوئی طاقت ہے تو اس کو مغرب سے طلوع کر کے دکھاؤ"۔ بادشاہ نمرود یہ نہیں کر سکا اور نہ ہی حضرت ابراہیمؑ کو کوئی جواب دے سکا۔

حضرت ابراہیمؑ نے نہ صرف لوگوں کو اللہ کی عبادت کے لیے کہا بلکہ ان کو سیدھا راستہ بھی دکھایا۔

آپؑ نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو اللہ کے حکم کے مطابق قربان کرنے کے لیے رضامندی بھی ظاہر کی۔
ایک رات جب حضرت ابراہیمؑ سو رہے تھے، آپؑ کو اللہ کا حکم ملا کہ "اپنے پیارے بیٹے اسماعیلؑ کو اللہ کی راہ میں قربان کرو۔" جب آپؑ بیدار ہوئے تو یہ حکم اپنے بیٹے اسماعیلؑ کو بتایا اور ان سے پوچھا، "مجھے کیا کرنا چاہیے؟" فرمانبردار بیٹے نے اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں قربانی کے لیے پیش کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ایک مقدس جگہ لے گئے۔ اور ان کو ذبح کرنے کے لیے نیچے لٹا دیا۔ قبل اس کے کہ آپؑ چھری چلاتے، اللہ نے حضرت جبرائیلؑ کو اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ یہ تو آزمائش تھی اور آپؑ نے مکمل طور پر اللہ کے حکم کی تعمیل کی۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے ایک دنبہ قربان کیا جو حضرت جبرائیلؑ جنت سے لائے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ تمام دنیا کے مسلمان کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور وہاں حج ادا کرتے ہیں۔

ہم ہر سال عیدالاضحی کے موقع پر حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی سنت کو عقیدت اور احترام سے مناتے ہیں۔

مشق

(الف) مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے۔

1- حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو کیوں توڑا؟

2- (الف) حضرت ابراہیمؑ کی عظیم قربانی کیا تھی؟

(ب) حضرت ابراہیمؑ کی قربانی سے ہم کیا سیکھتے ہیں؟

(ج) ہم کون سی عید حضرت ابراہیمؑ کی قربانی کی یاد میں مناتے ہیں؟

غلطی کو فوراً مان لو

بارھواں باب

کراچی کی اہم شخصیّت

حاجی عبداللہ ہارون

حاجی عبداللہ ہارون

حاجی عبداللہ ہارون 1872ء میں کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق کچھی میمن برادری سے تھا۔ وہ ابھی صرف چار سال کے تھے کہ ان کے والد کا انتقال ہو گیا۔ ان کی ماں نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت کی ذمے داری سنبھالی اور انھیں اسکول میں داخل کرا دیا۔ لیکن اپنی غربت کی وجہ سے بیٹے کی تعلیم کو جاری نہ رکھ سکیں۔

جب عبداللہ ہارون بڑے ہوئے تو ان کی ماں نے ان کو کچھ سامان بازار میں فروخت کرنے کے لیے دیا۔ وہ چیزیں لے کر مارکیٹ گئے اور ان کو فروخت کیا۔ پیسے انھوں نے اپنی والدہ کو لا کر دیے۔ کچھ دنوں بعد انھیں چار روپے ماہانہ کی نوکری مل گئی۔ کچھ سال گزرنے کے بعد عبداللہ ہارون نے اپنی ایک چھوٹی سی دکان کھول کر کاروبار شروع کیا۔ کاروبار ترقی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ چودہ، پندرہ سال کے اندر وہ کراچی کے ایک بڑے تاجر بن گئے۔ 1890 میں ان کی شکر کی تجارت اس حد تک کامیاب ہو گئی کہ وہ "شکر کے بادشاہ" کہلانے لگے۔

عبداللہ ہارون نے اپنی محنت، اچھے کردار اور سادگی کی وجہ سے زندگی کے ہر معاملے میں کامیابی حاصل کی اور ترقی نے ان کے قدم چومے۔ وہ سیاست داں بھی تھے تحریک پاکستان میں انھوں نے بھرپور حصہ لیا اور قائد اعظمؒ کے ساتھ دن رات کام کیا۔ انھوں نے عوام میں سیاسی بیداری پیدا کرنے کے لیے اخبار "الوحید" جاری کیا۔

عبداللہ ہارون نے معاشرے کی بہتری کے لیے بہت سے کام کیے۔ انھوں نے اسکول اور کالج قائم کیے اور ہوسٹل تعمیر کیے۔ یتیم خانے کھولے۔ تجارت کی ترقی کے لیے کوآپریٹیو بینک (امداد باہمی بینک) کھولے،

اسکولوں میں سندھی اور فارسی زبان کی تعلیم جاری کروائی۔

مختصر یہ کہ عبداللہ ہارون کی پوری زندگی خدمت اور قربانی کی بہترین مثال ہے۔ انھوں نے 27 اپریل 1942ء کو کراچی میں وفات پائی۔

"عبداللہ ہارون کالج" اور کراچی کا "عبداللہ ہارون روڈ" ہمارے ذہنوں میں ان کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔

عبداللہ ہارون کالج

مشق

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب دیجیے :۔

1- عبداللہ ہارون کو کس چیز نے کامیاب شخص بنایا؟

2- عبداللہ ہارون نے دوسروں کی بھلائی کے لیے کیا کام کیے؟ یہ کام لوگوں کے لیے کیسے فائدہ مند ثابت ہوئے ؟

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ بہ تعاون انسٹیٹیوٹ فار ایجوکیشنل ڈولپمنٹ، آغا خان یونیورسٹی، کراچی

منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب) اسلام آباد، بطور واحد درسی کتاب برائے مدارس کراچی

قومی کمیٹی برائے جائزہ کتب نصاب کی تصحیح شدہ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد

تو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان

مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قوّتِ اُخوّتِ عوام

قوم، مُلک، سلطنت پائندہ تابندہ باد

شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقّی و کمال

ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال

سایۂ خدائے ذوالجلال

سلسلہ وار نمبر		پبلشر کوڈ نمبر 1	
ماہ و سالِ اشاعت	ایڈیشن	تعداد	قیمت
فروری 2003ء	اوّل	10,000	14.10